قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ابو سعید

جمعرات 16 دسمبر 2021ء | 11 جمادی الاول 1443 ہجری قمری | 16 فتح 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:299

ارشاد باری تعالیٰ

ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡہِ ۚۛ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۙ﴿۳﴾

(البقرہ: 3)

ترجمہ: یہ وہ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔

فرمان خلیفہ وقت

’’جب سے یہ دنیا قائم ہے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی اصلاح کے لئے بے شمار نبی بھیجے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی قوموں کے لئے شریعت لے کر آئے جو کتاب ان پر اتری اس کے احکام انہوں نے اپنی قوم کو بتائے، کچھ ان نبیوں کی پیروی میں بھی تھے جو اس شریعت کو آگے چلانے والے تھے، تو بہرحال نبیوں کا یہ سلسلہ اپنی اپنی قوم تک محدود رہا، یہاں تک کہ انسان کامل اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر اپنی شریعت بھی کامل کی اور آخری شرعی کتاب قرآن کریم کی صورت میں نازل فرمائی جس میں گزشتہ انبیاء کے تمام واقعات بھی آگئے اور تمام شرعی احکام بھی اس میں آگئے اور آئندہ کی پیش خبریاں بھی اس میں آگئیں۔ اور تمام علوم موجودہ بھی اور آئندہ بھی، ان کا بھی اس میں احاطہ ہو گیا گویا کہ علم وعرفان کا ایک چشمہ جاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایک ایسا چشمہ ہے جو پاک دل ہو کر اس سے فیض اٹھانا چاہے وہ اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ وہ تقویٰ میں بھی آگے بڑھے گا، وہ ہدایت پانے والوں میں بھی شمار ہو گا کیونکہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں اور یہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 24 ستمبر 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- رات بھر (نظم)
- کتاب تعلیم کی تیاری
- آنحضرتؐ اللہ تعالیٰ کی صفت شکور کے مظہر اتم
- ایک احمدی کا کردار معاشرے میں

فرمانِ رسول ﷺ

قرآن کریم پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والی کی مثال

حضرت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مومن قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال اس کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو عمدہ ہے مگر اس کی خوشبو کوئی نہیں۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اس خوشبو دار پودے کی طرح ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے مگر مزا کڑوا ہے۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ایسے کڑوے پھل کی طرح ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہے جس کی خوشبو بھی کڑوی ہے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب اثم من رأی بقراءۃ القرآن او تأکّل به، او فَخَرَ به)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن کریم خوش الحانی سے اور سنوار کر نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(ابوداؤد۔ کتاب الصلوۃ باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

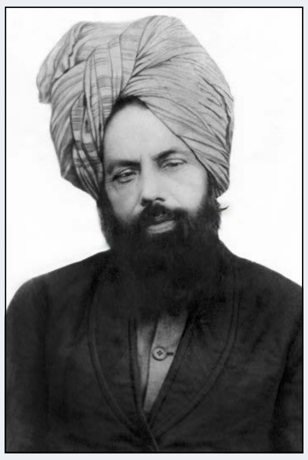

قرآن شریف پر تدبّر کرو

’’قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اُس کی تعلیم اس زمانے کے حسب حال ہو تو ہو، لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہر گز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102 ایڈیشن 1988ء)

’’قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔ اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے، جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتداء میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 409 ایڈیشن 1988ء)

’’قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کر لو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو، بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 191 ایڈیشن 1988ء)

دربارِ خلافت

مخالف مستشرقین کی نظر میں محمدؐ کا اعلیٰ کردار

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

واشنگٹن اروِنگ (Washington Irving) اپنی کتاب ’’لائف آف محمدؐ ‘‘ میں لکھتا ہے کہ: ’’آپ کی جنگی فتوحات نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر نہ تو تکبر پیدا کیا، نہ کوئی غرور اور نہ کسی قسم کی مصنوعی شان و شوکت پیدا کی۔ اگر ان فتوحات میں ذاتی اغراض ہوتیں تو یہ ضرور ایسا کرتیں۔ اپنی طاقت کے جوبن پر بھی اپنی عادات اور حلیہ میں وہی سادگی برقرار رکھی جو کہ آپ کے اندر مشکل ترین حالات میں تھی۔ یہاں تک کہ اپنی شاہانہ زندگی میں بھی اگر کوئی آپ کے کمرہ میں داخل ہوتے وقت غیر ضروری تعظیم کا اظہار کرتا تو آپ اسے ناپسند فرماتے۔‘‘

(The Life of Mahomet by Washington Irving, Leipzig Bernhard Touchritz 1850, pp.272-273)

پھر سر ولیم میور (Sir William Muir) یہ بھی ایک مستشرق ہے اور کافی کچھ خلاف بھی لکھتا ہے۔ یہ بھی لکھتا ہے کہ:

’’اپنا ہر ایک کام مکمل کرتے اور جس کام کو بھی ہاتھ میں لیتے جب تک اس کو ختم نہ کر لیتے اُسے نہ چھوڑتے۔ معاشرتی میل جول میں بھی آپ کا یہی طریق رہتا۔ جب آپ کسی کے ساتھ بات کرنے کے لئے اپنا رُخ موڑتے تو آپ آدھا نہ مڑتے بلکہ پورا چہرہ اور پورا جسم اُس شخص کی طرف پھیر لیتے۔ کسی سے مصافحہ کرتے وقت آپ اپنا ہاتھ پہلے نہ کھینچتے۔ اسی طرح کسی اجنبی کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے درمیان میں نہ چھوڑتے اور اگلے شخص کی بات پوری سنتے۔ آپ کی زندگی پر آپ کی خاندانی سادگی غالب تھی۔ آپ کو ہر کام خود کرنے کی عادت تھی۔ جب بھی آپ صدقہ دیتے تو سوالی کو اپنے ہاتھ سے دیتے۔ گھریلو کام کاج میں اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹاتے ...۔‘‘

پھر لکھتا ہے: ’’آپ تک ہر کس و ناکس کی پہنچ ہوتی جیسے دریا کی پہنچ کنارے تک ہوتی ہے۔ باہر سے آئے ہوئے وفود کو عزت و احترام سے خوش آمدید کہتے۔ ان وفود کی آمد اور دیگر حکومتی معاملات کے متعلق تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر ایک قابل حکمران کی تمام صلاحیتیں موجود تھیں۔ سب سے زیادہ حیران کُن بات یہ ہے کہ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے۔‘‘

(The Life of Mahomet by by William Muir, Vol. IV, London: Smith, Elder and Co., 65 Cornhill, 1861, pp.510-13)

پھر یہی ولیم میور لکھتا ہے کہ: ’’ایک اہم خوبی وہ خوش خلقی اور وہ خیال تھا جو آپ اپنے معمولی سے معمولی پیروکار کا رکھا کرتے۔ حیا، شفقت، صبر، سخاوت، عاجزی آپ کے اخلاق کے نمایاں پہلو تھے اور ان کے باعث آپ اپنے ماحول میں ہر شخص کو اپنا گرویدہ کر لیتے۔ انکار کرنا آپ کو ناپسند تھا۔ اگر کسی سوالی کی فریاد پوری نہ کر پاتے تو خاموش رہنے کو ترجیح دیتے۔ کبھی یہ نہیں سنا کہ آپ نے کسی کی دعوت ردّ کی ہو خواہ وہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ اور کبھی یہ نہیں ہوا کہ آپ نے کسی کا پیش کیا ہوا تحفہ رد کر دیا ہو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو۔ آپ کی ایک نرالی خوبی یہ تھی کہ آپ کی محفل میں موجود ہر شخص کو یہ خیال ہوتا کہ وہی اہم ترین مہمان ہے۔ اگر آپ کسی کو اپنی کامیابی پر خوش پاتے تو گرمجوشی سے اس سے مصافحہ کرتے اور گلے لگاتے اور محروموں اور تکلیف میں گھِرے افراد سے بڑی نرمی سے ہمدردی کا اظہار کرتے۔ بچوں سے بہت شفقت سے پیش آتے اور راہ کھیلتے بچوں کو سلام کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے۔ وہ قحط کے ایام میں بھی دوسروں کو اپنے کھانے میں شریک کرتے اور ہر ایک کی آسانی کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہتے۔ ایک نرم اور مہربان طبیعت آپ کے تمام خواص میں نمایاں نظر آتی تھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک وفادار دوست تھا۔ اس نے ابوبکر سے بھائی سے بڑھ کر محبت کی۔ علی سے پدرانہ شفقت کی۔ زید، جو آزاد کردہ غلام تھا، کو اس شفیق نبی سے اس قدر لگاؤ تھا کہ اس نے اپنے والد کے ساتھ جانے کی بجائے مکہ میں رہنے کو ترجیح دی۔ اپنے نگران کا دامن پکڑتے ہوئے اس نے کہا، ’میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا، آپ ہی میرے ماں اور باپ ہیں‘۔ دوستی کا یہ تعلق زید کی وفات تک رہا اور پھر زید کے بیٹے اسامہ سے بھی اس کے والد کی وجہ سے آپ نے ہمیشہ بہت مشفقانہ سلوک کیا۔ عثمان اور عمر بھی آپ سے ایک خاص تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے حدیبیہ کے مقام پر بیعتِ رضوان کے وقت اپنے محصور داماد کے دفاع کے لئے بقیہ صفحہ 10 پر

رات بھر

کس کی آنکھوں سے ٹپکا لہو رات بھر
شور برپا رہا چار سو رات بھر

چاندنی میں نہائے ہوئے لوگ تھے
شہر کا شہر تھا باوضو رات بھر

چاک دامن لیے سب یہیں آئے تھے
کوئی کرتا رہا تھا رفو رات بھر

کون محفل میں نورِ بصارت بنا
کس کے جلووں نے کی گفتگو رات بھر

نغمۂ درد تو مختصر تھا بہت
گنگناتا رہا خوش گلو رات بھر

کوئی مَن میں سمویا ہوا یار تھا
خود سے کرتے رہے گفتگو رات بھر

اپنے ہونٹوں پہ کچھ تشنگی رہ گئی
بات تو اس سے کی روبرو رات بھر

رات سب آئینوں میں ترا عکس تھا
دل کے پردے پہ تھا تو ہی تو رات بھر

نجیب احمد فہیم

اداریہ

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت

؎ وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امید وار

میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی ہے کہ گویا میں نہیں فرشتے لکھتے جاتے ہیں گو بظاہر میرے ہی ہاتھ ہیں۔

میں سچ سچ کہتاہوں کہ جو بھی میرے ہاتھ سے جام پیئے گا وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں آیا۔

یہ وہ اس مسیح مہدی کے الفاظ ہیں جس نے خدائے واحد و یگانہ کی توحید، سیدنا حضرت محمد ﷺ کی رسالت اور قرآن کریم کی حکومت کے لیے 84 کے قریب معرکہ آراء، گراں قدر کتب تحریر فرمائیں۔ اور ان کی اہمیت اور افادیت ان الفاظ میں بیان فرمائی جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔

یہ کتب بحر و عرفان کے موتی ہیں جو قرآن کریم جیسے گہرے سمندر میں غوطہ لگا کر حاصل کئے گئے ہیں گویا قرآن و احادیث کی اس زمانہ میں بہت عمدہ تشریح ہیں جو سعادت مند روحوں میں نیکی، تقویٰ اور عشق الٰہی کو روشن کر کے سینہ و دل کو منور کر دیتی ہیں اور فرش سے اٹھا کر آسمان روحانیت کا درخشندہ ستارہ بنا دیتی ہیں۔ پھر حضرت مولانا حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ جیسے مفسر قرآن، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ جیسے عالم اور مفسر پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے اناج کے ذخیرہ سے لوگوں کی جان بچائی تھی اسی طرح جان بچانے کے لیے خدا نے مجھے ایک روحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے۔ جو شخص اس غذا کو سچے دل سے پورے وزن کے ساتھ کھائے گا میں یقین رکھتا ہوں کہ ضرور اس پر رحم کیا جائے گا۔

اس کے بالمقابل جو فائدہ نہیں اٹھاتے ان کے بارہ میں فرمایا:

وہ جو خدا کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ پس اپنے نفس کی اصلاح، عزیز و اقارب اور معاشرہ میں پھیلے دیگر احباب جماعت کی تعلیم و تربیت اور غیروں کو پیغام حق پہنچانے کے لیے اسلحہ سے لیس ہونے کے لیے مامور زمانہ کی کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔

؎ صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

(ابوسعید)

عائشہ چودھری۔جرمنی

سورۃ یٰسٓ اور الصّافّات کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ یٰسٓ

سورۃ یٰسٓ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چوراسی آیات ہیں۔

گزشتہ سورت کے آخر پر کفار کے اس حلفیہ عہد کا ذکر کیا گیا ہے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آتا تو وہ پہلی سب اُمتوں سے بڑھ کر اس کی پیش کردہ ہدایت پر ایمان لے آتے اور سورۃ یٰسٓ کے آغاز کی آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تجھے ہم نے ایک ایسی قوم کی طرف بھیجا ہے جس کے آباؤ اجداد کے پاس ایک لمبے عرصہ سے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا لیکن اس کے باوجود ان میں اکثر کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان صادق آیا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ پس گزشتہ سورت کے آخر پر کفار کا یہ دعویٰ کہ ان کے پاس اگر کوئی نذیر آتا تو وہ ضرور ایمان لے آتے اس سورت میں ردّ فرما دیا گیا ہے۔

اس کے بعد انبیاء کے دشمنوں کی ایک تمثیل بیان کی گئی ہے۔ کہ دراصل ان کا تکبر ہی ہے جو اُن کو ہدایت قبول کرنے سے باز رکھتا ہے۔ جیسے کسی شخص کی گردن میں طوق ڈالا ہوا ہو تو اس کی گردن اکڑی رہتی ہے ایسے ہی ایک متکبر کی گردن اکڑی رہتی ہے۔ لہٰذا ایمان لانا صرف ان کو نصیب ہوتا ہے جن کے اندر کوئی تکبر نہیں پایا جاتا۔

آیت نمبر 14 سے جو ذکر شروع ہوتا ہے مفسرین نے اس کے متعلق بہت سی خیال آرائیاں کی ہیں لیکن اس کے متعلق حضرت حکیم مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ایک تفسیر بیان کی ہے جو دل کو لگتی ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے دو نبی تو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تائید کے ذریعہ ان کو عزت بخشی۔ لیکن کفار کے مسلسل انکار کے بعد ایک دور کی بستی سے ایک چوتھا شخص اٹھا جس نے کافروں کو متنبہ کیا کہ وہ عظیم الشان وجود جو تمہارے لئے ہدایت کے بے شمار سامان کرتا ہے مگر کوئی اجر طلب نہیں کرتا اس پر ایمان لے آؤ۔

نزول قرآن کے زمانہ میں تو عربوں کے نزدیک نر اور مادہ کی صورت میں صرف کھجوروں کے جوڑے ہوا کرتے تھے اور کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہر قسم کے پھلوں کے پودوں کو جوڑا جوڑا بنایا ہے بلکہ آیت نمبر 37 یہ دعویٰ کرتی ہے کہ کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے۔ آج کی سائنس نے اسی حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے یہاں تک کہ مادہ کے اور ایٹمز کے بھی اور Sub-Atomic ذرّات کے بھی جوڑے جوڑے ہیں۔ غرضیکہ جوڑوں کا مضمون ایک لامتناہی مضمون ہے اور توحید کے مضمون کو سمجھنے کے لئے اس مضمون کا سمجھنا ضروری ہے۔ صرف کائنات کا خلاق ہی ہے جس کو جوڑے کی ضرورت نہیں ورنہ سب مخلوق جوڑے کی محتاج ہے۔

اس کے بعد ایک آیت میں احیاء نو کا مضمون ازسرِ نو بیان فرماتے ہوئے ان مُردوں کو جو نشأۃِ آخرت کے وقت اٹھائے جائیں گے، اس تعجب کا اظہار کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے کہ وہ کون ہے جس نے ہمیں دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے تمام مُرسل سچ ہی کہا کرتے تھے۔

آیت نمبر 81 میں سرسبز درخت سے آگ نکالنے کا جو مفہوم بیان فرمایا گیا ہے اس سے لوگ سمجھتے ہیں کہ سبز درخت جب خشک ہو جاتا ہے تو پھر اس سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ یہ مضمون اپنی جگہ درست ہے لیکن واقعۃً سبز درختوں سے بھی جبکہ وہ سرسبز ہوں آگ پیدا ہوسکتی ہے اور ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ علمِ نباتات کے ماہرین بتاتے ہیں کہ چیڑ کے درختوں کے پتے جب تیز ہواؤں میں ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں تو اس مسلسل عمل کے نتیجہ میں ان میں آگ لگ جاتی ہے اور بہت بڑے جنگل اس آگ کی وجہ سے تباہ ہو جاتے ہیں۔

اس سورت کی آخری آیت بھی نشأۃِ آخرت کے ذکر پر منتج ہوتی ہے جس میں یہ اعلان فرمایا گیا ہے کہ کائنات کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے اور اسی کی طرف اے بنی نوع انسان! تم لوٹائے جاؤ گے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 771-772)

سورۃ الصّافّات

سورۃ الصّافّات مکی سورت ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو تراسی آیات ہیں۔

پیشتر اس کے کہ سورۃ الصّافّات کی ابتدائی آیات کی تشریح کی جائے یہ ذکر ضروری ہے کہ ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ مذکورہ پیشگوئیاں جب پوری ہوں گی تو لازماً یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ جس احیاء نو کا بڑی تحدّی سے اعلان فرمایا گیا ہے وہ بھی لازماً ہو کر رہے گا جیسا کہ آیت کریمہ نمبر 12 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تُو ان سے پوچھ کہ کیا تم اپنی تخلیق میں زیادہ قوی ہو یا وہ جن کو اللہ تعالیٰ نے خِلقت عطا فرمائی۔ اس سوال کے بعد جو کافروں کو مبہوت کرنے والا ہے یہ اعلان فرمایا گیا ہے کہ بحیثیت خالق، اللہ تعالیٰ یقیناً تمہاری تخلیق کی طاقتوں سے بہت اونچا مقام رکھتا ہے اور اس بات پر قادر ہے کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے تو پھر تمہیں از سر نو زندہ کر دے اور ساتھ یہ تنبیہ بھی ہے کہ جب تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے تو تم ذلیل بھی کئے جاؤ گے۔ یعنی وہ لوگ جو اپنی تخلیق کے بلند بانگ دعاوی کیا کرتے تھے ان پر یہ ثابت ہو جائے گا کہ ان کی تخلیق کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں اور اَشَدُّ خَلْقاً صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔

اب ہم ابتدائی آیات کی طرف پھر متوجہ ہوتے ہیں۔

والصّافّاتِ صَفّاً میں درحقیقت ان جنگی طیاروں کی خبر دی گئی ہے جنہیں انسان بنائے گا اور وہ صف بصف دشمنوں پر حملہ آور ہوں گے اور بار بار ان کو متنبہ کریں گے اور ایسے پمفلٹس بکثرت ان

بقیہ صفحہ 10 پر

قمر احمد ظفر۔ جرمنی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ مؤرخہ 29/ اکتوبر 2021ء

بصورت سوال و جواب

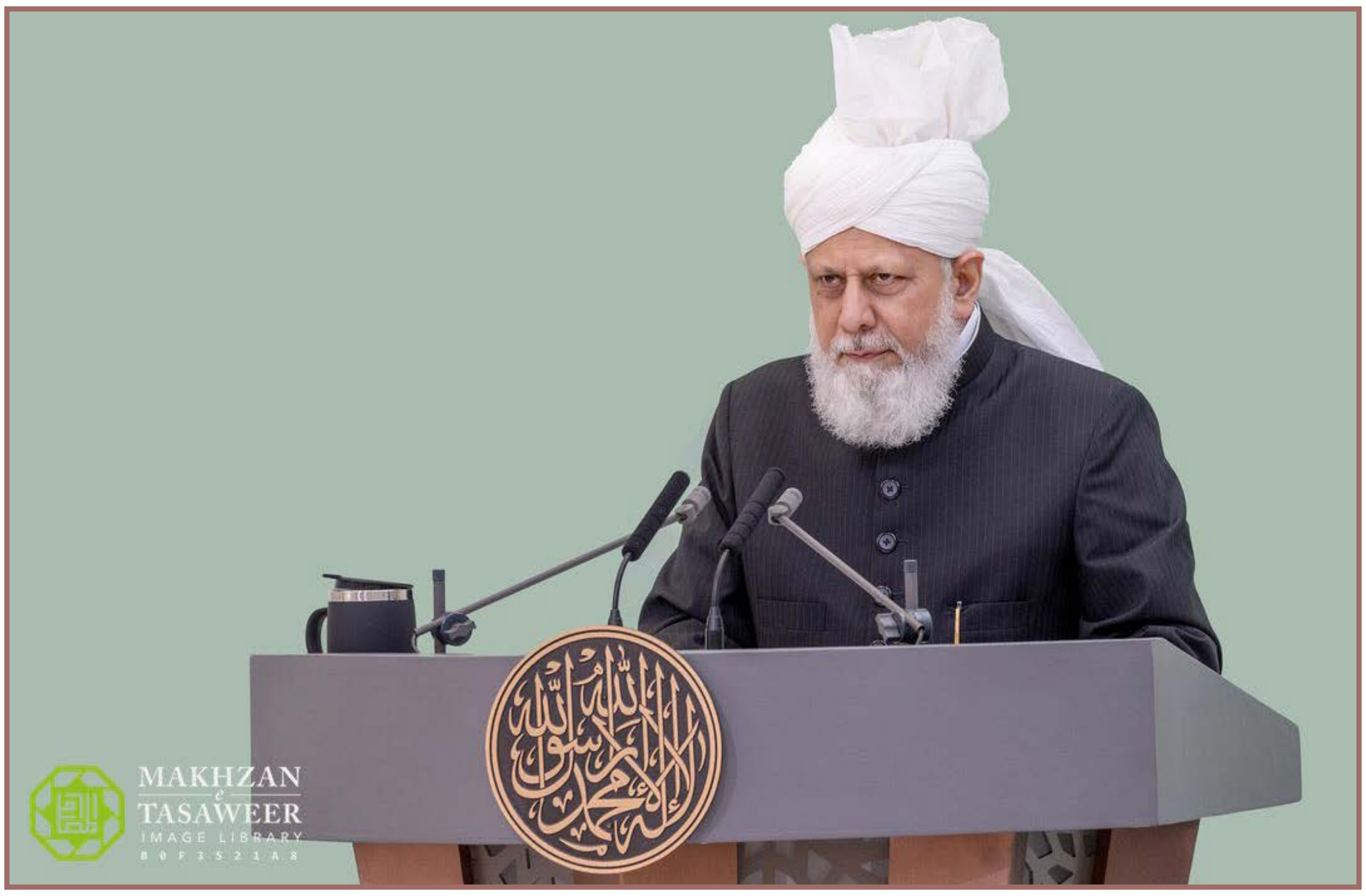

سوال: جن لوگوں کو آنحضرت ﷺ نے جنّت کی بشارت عطاء فرمائی تھی، اُن میں حضرت عمرؓ بھی شامل تھے، یہ آپؐ نے کتنے لوگوں کے متعلق فرمایا تھا؟

جواب: دس

سوال: کن سے مروی ہے کہ نبیٔ کریمؐ نے فرمایا! علّیّین والوں میں سے کوئی شخص جنّت والوں پر جھانکے گا تو اُس کے چہرہ کی وجہ سے جنّت جگمگا اُٹھے گی گویا ایک چمکتا ہوُا ستارہ ہے، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی اُن میں سے ہیں اور وہ دونوں کیا ہی خوب ہیں؟

جواب: حضرت ابوسعید خُدریؓ

سوال: رسول اللہ ﷺ نے کن کے بارہ میں فرمایا کہ یہ جنّت کے اوّلین اور آخرین کے تمام بڑی عمر کے لوگوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء اور مرسلین کے نیز کس کو اہلِ جنّت کا چراغ اور اپنی اُمّت میں سے اللہ کے دین میں سب سے زیادہ مضبوط قرار دیا؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ / حضرت عمر فاروقؓ

سوال: حضرت عقبہؓ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ضرور عمرؓ بن خطاب ہوتے، حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِس روایت کی کیا تصریح فرمائی؟

جواب: یہ فوری بعد نبوّت کی بات ہے ورنہ تو آنے والے مسیح اور مہدی کو آنحضرت ﷺ نے خود نبی اللہ کہہ کے فرمایا ہے۔

سوال: حضرت مسیحِ موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے حدیث ’’اگر اِس اُمّت میں بھی محدث ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے تو وہ عمرؓ ہے۔‘‘ کی تفہیم کیا بیان فرمائی ہے؟

جواب: اب کیا اِس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ محدثیّت حضرت عمرؓ پر ختم ہوگئی، ہرگز نہیں! بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمرؓ کی روحانی حالت کے موافق ہوگئی، وہی ضرورت کے وقت پر محدث ہوگا۔ چنانچہ اِس عاجز کو بھی ایک مرتبہ اِس بارہ میں الہام ہوُا تھا، فِيْكَ مَادَةٌ فَارُوْقِيَّةٌ۔

سوال: حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپؑ کے مذکورہ بالا الہام کی بابت کیا بیان فرمایا؟

جواب: مکمل الہام اِس طرح ہے، اَنْتَ مُحَدَّثُ اللّٰہِ فِيْكَ مَادَةٌ فَارُوْقِيَّةٌ یعنی تو محدث اللہ ہے، تجھ میں مادۂ فاروقی ہے۔

سوال: حضرت ابو عُبیدہؓ کے قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے مہاجر صحابہؓ میں سے کن کا حفظ ثابت ہے؟

جواب: ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، سعد ابن مسعودؓ، حُذیفہؓ، سالمؓ، ابوہریرہؓ، عبداللہؓ بن سائب، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عبّاسؓ۔

سوال: جن باتوں میں حضرت عمر فاروقؓ کی رائے اپنے ربّ کی منشاء کے مطابق ہوئی، اُنہیں کیا کہا جاتا ہے؟

جواب: موافقات

سوال: صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کی کن تین باتوں کی وحیٔ قرآن سے موافقت کا ذکر ملتا ہے؟

جواب: حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ مَیں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم مقامِ ابراہیمؑ کو نماز گاہ بنالیں تو آیت وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی ؕ نازل ہوئی اور پردے کا حکم، مَیں نے کہا! پردے کا حکم نازل ہوُا، مَیں نے کہا یا رسول اللہؐ! اگر آپؐ اپنی بیویوں کو پردہ کرنے کا حکم دیں کیونکہ اُن سے بھلے بھی اور بُرے بھی باتیں کرتے ہیں تو پردہ کی آیت نازل ہوئی، پھر نبیؐ کی بیویوں نے بوجہ غیرت آپؐ کے متعلق ایکا کیا تو حضرت عمرؓ کہتے ہیں مَیں نے اُنہیں کہا یعنی اُن بیویوں کو جن میں اِن کی بیٹی بھی تھیں کہ اگر تمہیں آنحضرتؐ طلاق دے دیں تو مجھے امیّد ہے کہ اُن کا ربّ تم سے بہتر بیویاں آنحضرتؐ کو بدلہ میں دے گا، اِس پر یہ آیت نازل ہوئی عَسٰی رَبُّہٗۤ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ یعنی قریب ہے کہ اگر وہ تمہیں طلاق دیدے تو اُس کا ربّ تمہارے بدلے، اُس کے لئے تم سے بہتر ازواج لے آئے۔

سوال: منافقین کا جنازہ نہ پڑھنے اور حرمتِ شراب کے بارہ میں حضرت عمرؓ کی وحیٔ قرآنی سے موافقت کا ذکر کن کتبِ صحاح ستّہ میں ملتا ہے نیز علامہ سیوطیؒ نے آپؓ کی کتنی موافقات کا ذکر کیا ہے؟

جواب: صحیح مسلم، سنن الترمذی / بیس کے قریب

سوال: رسولِ کریم ﷺ کے زمانہ میں کن صحابیٔ رسولؐ کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے آذان سکھائی اور رسول کریمؐ نے انہی کی وحی پر انحصار کرتے ہوئے مسلمانوں میں آذان کا رواج ڈالا تھا، بعد میں قرآنی وحی نے بھی اس کی تصدیق کر دی؟

جواب: حضرت عبداللہؓ بن زید

سوال: ایک دفعہ حضرت عمرؓ آپ ﷺ کے گھر میں گئے اور دیکھا کہ گھر میں کچھ اسباب نہیں ہیں اور آپؐ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چٹائی کے نشان پیٹھ پر لگے ہیں تب حضرت عمرؓ کو یہ حال دیکھ کر رونا آیا، آپؐ نے فرمایا کہ اے عمرؓ، تو کیوں روتا ہے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کی آپؐ کی تکالیف کو دیکھ کر مجھے رونا آ گیا، قیصرا ور کسریٰ جو کافر ہیں آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور آپؐ اِن تکالیف میں بسر کرتے ہیں، تب آنجنابؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: مجھے اِس دنیا سے کیا کام! میری مثال اُس سوار کی ہے کہ جو شدّتِ گرمی کے وقت ایک اونٹنی پر جا رہا ہے اور جب دوپہر کی شدّت نے اُس کو سخت تکلیف دی تو وہ اِسی سواری کی حالت میں دَم لینے کے لئے ایک درخت کے سایہ کے نیچے ٹھہر گیا اور پھر چند منٹ کے بعد اُسی گرمی میں اپنی راہ لی۔

سوال: حضرت عمرؓ نے کس تناظر میں فرمایا کہ یہ ایسا کلمہ ہے کہ اگر مجھے اِس کے بدلہ میں ساری دنیا بھی مِل جائے تو اتنی خوشی نہ ہو؟

جواب: مَیں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عُمرہ ادا کرنے کی اجازت چاہی تو آپؐ نے مجھے اجازت دی اور فرمایا!

لَا تَنْسَنَا یَا اَخِی مِنْ دُعَائِكَ

اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ اِس طرح آتے ہیں کہ اَشْرِکْنَا یَا اَخِی فِی دُعَائِكَ کہ اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں شامل رکھنا۔

سوال: رسولِ کریم ﷺ نے حجرِ اسود کی طرف منہ کیا پھر اپنے ہونٹ اُس پر رکھ دیئے اور دیر تک روتے رہے، آپؐ نے مُڑ کر دیکھا تو حضرت عمرؓ بن خطاب کو بھی روتے پایا، اِس پر آپؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: اے عمرؓ، یہ وہ جگہ ہے جہاں آنسو بہائے جاتے ہیں۔

سوال: عابسؓ نے کن سے روایت کی کہ وہ حجرِ اسود کے پاس آئے اور اُس کو چُوما اور کہا! مَیں خوب جانتا ہوں تو ایک پتھر ہی ہے، نہ نقصان دے سکتا ہے نہ نفع، اگر مَیں نے نبیٔ کریم ﷺ کو تجھے چُومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے ہرگز نہ چومتا؟

جواب: حضرت عمر فاروقؓ

سوال: حضرت عمرؓ کا فعل ظاہر بین انسان کو شائد درست معلوم نہ ہو کیونکہ ریشم اور سونا پہننا مردوں کے لئے جائز نہیں لیکن ایک نیک بات سمجھانے اور نصیحت کرنے کے لئے حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو چند منٹ کے لیئے سونا اور ریشم پہنا دیا، اِس ضمن میں حضرت المصلح الموعودؓ نے مزید کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: غرض اصل شے تقویٰ اللہ ہے، احکام سب تقویٰ اللہ پیدا کرنے کے لئے ہوتے ہیں، اگر تقویٰ اللہ کے حصول کے لئے کوئی شے جو بظاہر عبادت معلوم ہوتی ہے چھوڑنی پڑے تو وہی کارِ ثواب ہو گا۔

سوال: کن صحابیٔ رسول ﷺ کو آپؐ کا ’’رازدار‘‘ کہا جاتا تھا؟

جواب: حضرت حُذیفہؓ بن الیمان

سوال: رسولِ کریم ﷺ کے سامنے ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے خواب کی حالت میں دودھ کا پیالہ ملنے کا ذکر کیا تو آپؐ نے اِس کی تعبیر کیا فرمائی؟

جواب: اِس سے مراد علم ہے۔

سوال: حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبۂ ثانیہ سے قبل کن کا تفصیلی ذکرِ خیر نیز نمازِ جمعۃ المبارک کے بعد اُن کی نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا؟

جواب: مکرم ڈاکٹر سیّد تاثیر مجتبیٰ ابن ڈاکٹر غلام مجتبیٰ صاحب۔

مولانا نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن

تا توانی جُہد کُن زبہر دیں باجان ومال

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ جماعت مومنین کو اعلائے کلمۃ اللہ، تمکنت دین اسلام اور خدمت بنی نوع انسان کے مختلف میدانوں میں جن نتیجہ خیز اور مثمر بثمرات حسنہ مساعی کی عظیم الشان توفیقات حاصل ہیں ان سے ایک عالَم حیرت زدہ ہے۔ ایک ایسی جماعت جس کی اکثریت غرباء پر مشتمل ہے، جس کے پاس نہ حکومت ہے اور نہ وہ بڑی بڑی جائیدادوں یا خزانوں کی مالک ہے وہ کس طرح دنیا بھر میں تبلیغ واشاعت اسلام کا علم بلند رکھے ہوئے ہے۔ متعدد زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور دیگر اسلامی لٹریچر کی اشاعت، 200 سے زائد ممالک میں احباب جماعت کی تعلیم وتربیت کے لئے مختلف پروگراموں کا انعقاد، تبلیغی مہمات، مختلف ممالک میں طبی وتعلیمی اداروں کا قیام، مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر، غریبوں، ناداروں، یتیموں کی کفالت کا انتظام اور دنیا بھر میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی روزانہ 24 گھنٹے کی عالمی نشریات جبکہ اس ٹی وی پر کوئی اشتہار بازی نہیں ہوتی، یہ اور اسی قسم کی دوسری نیک مساعی پر اٹھنے والے بھاری اخراجات کے تصور سے ہی انسان ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے معاندین تو اپنی کذب وافتراء کی پرانی روش کے مطابق فوراً یہ الزام لگا دیتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کو انگریز پیسہ دیتے ہیں یا یہودی ان کے پشت پناہ ہیں یا امریکہ ودیگر مغربی طاقتیں ان کی مالی امداد کرتی ہیں۔ لیکن سنجیدہ مزاج، انصاف پسند لوگ جانتے ہیں کہ یہ الزام نہایت بیہودہ، نامعقول اور خلاف حقیقت ہیں۔ اس کے باوجود جب وہ ایک طرف جماعت کی غریبانہ حالت پر نظر ڈالتے ہیں اور دوسری طرف اس کے عظیم الشان کاموں کو دیکھتے ہیں تو حیرت واستعجاب سے ایک مجسم سوال بن جاتے ہیں۔ انہیں یقین ہی نہیں آتا کہ آج کے شدید مادیت پسند معاشرہ میں کوئی ایسی جماعت بھی ہوسکتی ہے جس کے افراد مرد وزن، چھوٹے اور بڑے نہایت باقاعدگی اور استقلال کے ساتھ، اپنا پیٹ کاٹ کر، اپنی ضروریات کو موخر کرتے ہوئے، محض خدا تعالیٰ کی محبت اور رضا کی خاطر، اس کے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے جان، مال، وقت، اور عزت کی ایسی شاندار قربانیاں پیش کرنے والے ہوں۔ انہیں کیا معلوم کہ یہ جماعت خدا کی جماعت ہے اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے روحانی فیض سے وجود میں آئی ہے۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کی تعلیم وتربیت اور قوت قدسی کے نتیجہ میں ان کے دلوں میں دنیا کی محبت ٹھنڈی کردی گئی ہے اور وہ خدا اور اس کے دین کی اغراض کو دوسری ہر غرض اور ضرورت پر مقدم کرنے والے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ نے ایک پاک نمونہ قائم فرمایا تھا کہ وہ ایک طرف آنحضرتؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے اور دوسری طرف اپنے سارے مال ومتاع، عزت وآبرو اور جان ومال سے دستکش ہوجاتے تھے۔ گویا کسی چیز کے بھی مالک نہیں۔ ان کی کل امیدیں دنیا سے منقطع ہو جاتی تھیں۔ ''آخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ'' کی مصداق جماعت احمدیہ کے افراد بھی صحابہ رسولؐ کے اس پاک اسوہ پر کاربند ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کی ادنیٰ مساعی کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اپنے ان وعدوں کے مطابق جو اس نے مومنین سے قرآن مجید میں کر رکھے ہیں ان کی قربانی کا سات سوگنا بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ پیش کی جانے والی قربانی کو ان عظیم الشان نتائج سے کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی جو اللہ تعالیٰ ان کے حق میں ظاہر فرماتا ہے۔

پس امر واقع یہ ہے کہ ہم تو صرف خدا کے حکم کے تحت اسی کے دیئے ہوئے اموال اور استعدادوں میں سے ایک معمولی حصہ ہی پیش کر پاتے ہیں مگر وہ ذوالفضل العظیم اور شکور خدا اس میں بے انتہا برکت ڈالتا ہے اور ان کے عظیم ثمرات عطا فرماتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس بہت سی مسلم اور غیر مسلم جماعتیں جو وسیع خزانوں پر اختیار رکھتی ہیں ایسی ہیں کہ وہ جماعت احمدیہ کے عالمی مجموعی بجٹ سے کئی گنا زیادہ رقمیں خرچ کرتی ہیں اور باوجود تمام دنیوی مادی ذرائع اور وسائل مہیا ہونے کے ان کے کاموں کے وہ نتائج پیدا نہیں ہوتے جو اس سے کہیں کم خرچ کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کو حاصل ہوتے ہیں۔ بلکہ اکثر ایسے لوگوں کی رقمیں برباد جاتی ہیں اور ان کے لئے حسرت ویاس کا موجب ہوتی ہیں۔ قرآن مجید نے پہلے سے اس مضمون کو بیان کر رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ''یقیناً وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا اپنے مال خرچ کرتے ہیں تا کہ اللہ کی راہ سے روکیں۔ پس وہ اُن کو (اسی طرح) خرچ کرتے رہیں گے پھر وہ (مال) اُن پر حسرت بن جائیں گے پھر وہ مغلوب کر دیئے جائیں گے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا جہنم کی طرف اکٹھے کرکے لے جائے جائیں گے۔ تا کہ اللہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے اور خبیث کے ایک حصہ کو دوسرے پر ڈال دے پھر اس سارے کو (ڈھیر کی صورت میں) تہ بہ تہ اکٹھا کر دے پھر اسے جہنم میں جھونک دے۔ یہی لوگ ہیں جو گھاٹا کھانے والے ہیں۔''

(الانفال: 37-38)

ہمارے لئے یہ امر دلی مسرت اور اطمینان کا موجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی قربانیاں اس کے ہاں مقبول ہیں۔ اس کی فعلی شہادت ہمارے حق میں ہے۔ نہ صرف یہ کہ اس کی محبت اور رضا کی خاطر چندہ دینے والے احمدیوں کے اموال ونفوس میں برکت پڑتی ہے بلکہ ان کے ایمان میں بھی ترقی ہوتی ہے اور وہ الٰہی نصرت وتائید کے تازہ بتازہ نشانوں سے تقویت پاتے ہوئے اس کی راہ میں قربانی کے لئے مزید قدم آگے بڑھاتے ہیں۔ اب جبکہ ۳۰ جون کو رواں مالی سال کا اختتام ہو رہا ہے ہم احباب جماعت کو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں یاد دلاتے ہیں کہ:

''اس وقت اس سلسلہ کو بہت سی امداد کی ضرورت ہے۔''

''یہ موقع ہاتھ آنے کا نہیں۔ کیسا یہ زمانہ برکت کا ہے کہ کسی سے جانیں مانگی نہیں جاتیں اور یہ زمانہ جانوں کے دینے کا نہیں بلکہ فقط مالوں کے بقدر استطاعت خرچ کرنے کا ہے۔''

ہر احمدی ایک معین شرح کے مطابق مالی قربانی کا وعدہ کرتا ہے۔ اس وعدہ کو بروقت پورا کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے خیر وبرکت کے وعدوں کا اہل بننے کی سعی کرنی چاہئے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ''یہ معاہدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاہدہ ہوتا ہے۔ اس کو نباہنا چاہئے۔ اس کے برخلاف کرنے میں خیانت ہوا کرتی ہے۔ کوئی کسی ادنیٰ درجہ کے نواب کی خیانت کرکے اس کے سامنے نہیں ہوسکتا تو احکم الحاکمین کی خیانت کرکے کس طرح اسے اپنا چہرہ دکھلا سکتا ہے۔ ایک آدمی سے کچھ نہیں ہوتا۔ جمہوری امداد میں برکت ہوا کرتی ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس وغیرہ لگا کر وصول کرتے ہیں اور یہاں ہم رضا اور ارادہ پر چھوڑتے ہیں۔ چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔ اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے۔''

(ملفوظات جلد سوم طبع جدید صفحہ 359-361)

دنیا میں عام طور پر دستور ہے کہ جب مصائب نازل ہوں، کوئی آفت آجائے تو فطرۃً لوگ صدقات وخیرات کی طرف زیادہ متوجہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب جنگوں کا زمانہ ہو تو زندہ قومیں اپنی بقا کی خاطر سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طاعون کے زمانہ میں جہاں جماعت کو دعا کی طرف توجہ دلائی وہاں فرمایا:

''انفاق فی سبیل اللہ کے لئے وسیع حوصلہ ہوکر مال وزر سے ہر طرح سے امداد کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ ایسے ہی وقت ترقی درجات کے ہوتے ہیں۔ ان کو ہاتھ سے گنوانا نہ چاہئے۔''

(ملفوظات جلد سوم طبع جدید، صفحہ 66-67)

یہ دور جس میں سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں یہ بھی بہت نازک دور ہے۔ قسما قسم کی آفات نازل ہو رہی ہیں۔ کئی قسم کی بلائیں منہ کھولے کھڑی ہیں۔ خصوصاً اسلام پر ہر طرف سے دشمن حملہ آور ہے۔ اندرونی دشمن بھی ہیں اور بیرونی دشمن بھی۔ اور ایک عالمگیر روحانی جنگ جاری ہے۔ اس نازک وقت میں احیاء اسلام کا علم جماعت احمدیہ کے ہاتھوں میں دیا گیا ہے۔ اس ذمہ داری کو کما حقہ ادا کرنے کے لئے ''وسیع حوصلہ ہو کر'' اور ''مال وزر سے ہر طرح سے امداد'' کے لئے تیار ہیں کہ یہ وقت ترقی درجات کا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

بہ جنبید از پئے کوشش کہ از درگاہ ربّانی
شما را نیز، واللہ، رتبہ و عزت شود پیدا
اگر دست عطا، در نصرت اسلام بکشائید
ہم از بہر شما ناگہ ید قدرت شود پیدا
زِ بذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر، اگر ہمت شود پیدا

یعنی: کوشش کے لئے حرکت میں آؤ کہ خدا کی درگاہ سے مددگاران اسلام کے لئے ضرور نصرت ظاہر ہوگی۔ اگر آج دین کی عزت کا خیال تمہارے دل میں جوش مارے تو خدا کی قسم خود تمہارے لئے بھی عزت ومرتبت پیدا ہوجائے۔ اگر اسلام کی تائید میں تم اپنا سخاوت کا ہاتھ کھول دو تو فوراً تمہارے اپنے لئے بھی خدائی قدرت کا ہاتھ نمودار ہوجائے۔ اس کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی مفلس نہیں ہوجایا کرتا اگر ہمت پیدا ہوجائے تو خدا خود ہی مددگار بن جاتا ہے۔ اے خداوند کریم سینکڑوں مہربانیاں اس شخص پر کر جو دین کا مددگار ہے۔ اگر کبھی آفت آئے تو اس کی مصیبت کو ٹال دے۔

حلیم خان شاہد ۔ مربی سلسلہ کٹک، اڈیشہ، انڈیا

خدا پر یقین ہونا ہی جنت ہے

پناہ درکار ہے مجھ کو خدا کی
نہ شیطان الرجیم بے حیا کی
بھروسہ ہے فقط نام خدا کا
بڑا جو مہربان ہے رحم والا

(حضرت سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی)

خدا تعالیٰ کی ہستی کے تعلق سے ابتداء ہی سے شیطان نے انسان کے دل میں وساوس اور شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔موجودہ ٹیکنالوجی کے دور میں اس چیز میں شیطان نے اور تیزی پیدا کردی ہے جوں جوں انسان دنیاوی ترقیات حاصل کرتا چلا جاتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے مزید نوازتا ہے تو شیطان پہلے سے بڑھ کر اور زیادہ زور سے کمزور ایمان والوں اور آرام طلب افراد کو اس بارہ میں گمراہ کرنے کی کوشش میں مصروف عمل ہوجاتا ہے۔ تا کہ انسان خدا پر یقین وتوکل کرنے سے دور بھاگے۔ہاں یہ حقیقت ہے کہ موجودہ دور میں بھی مسلمان اللہ تعالیٰ پر یقین کے معاملہ میں کمزور نظر آتا ہے یہ اسلئے ہے کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ نے فرمایا تھا کہ یَاتِی عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُہٗ۔ نیز ساتھ ہی یہ بھی خوشخبری دی کہ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَا لَہٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِّنْ اَھْلِ فَارِس ۔ہاں اسلام پر وہ زمانہ آیا اور حضرت محمد ﷺ کی پیشگوئی کے عین مطابق وہ موعود مسیح دنیا میں آیا اور اپنے مشن کو پائے تکمیل تک پہنچایا ۔ایک شخص نے آپؑ کی خدمت میں سوال کیا کہ آپؑ کی غرض دنیا میں آنے سے کیا ہے آپؑ نے فرمایا :۔

’’میں اسلئے آیا ہوں تا لوگ قوت یقین میں ترقی کریں‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 1)

چنانچہ یقین، بھروسہ یا توکل دراصل علم، کیفیت اور عمل تین چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

مَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَحَسْبُہٗ

(الطلاق :4)

جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہو جاتا ہے۔اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں:

’’حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے ستّر ہزار لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دوسروں کے عیوب کی تلاش میں لگے نہیں رہتے اور نہ ہی فال لینے والے ہوں گے بلکہ اپنے ربّ پر توکل کرتے ہوں گے۔‘‘

(بخاری کتاب الرقاق باب یدخل الجنة سبعون الفاً...)

یقین ہی وہ چیز ہے جو انبیاء ومومن بندے کو اس دنیا میں کامیاب وکامرانی عطاء فرماتی ہے ،یقین ہی وہ بہترین سواری ہے جس پر سوار ہو کر انبیاء ومومن بندے دنیا کے اُبڑ کھبڑ اور مشکل راستے کو طے کرتے ہیں، یقین ہی وہ چیز ہے جسکو حاصل کرنے کے بعد خدا کے فرستادے اس دنیا میں جنت کو حاصل کر لیتے ہیں اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

’’مجھے حیرت ہوتی ہے کہ جب میں کسی کتاب کا مضمون لکھنے بیٹھتا ہوں اور قلم اٹھاتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی اندر سے بول رہا ہے اور میں لکھتا جاتا ہوں ۔ اصل یہ ہے کہ یہ ایک ایسا سلسلہ ہوتا ہے کہ ہم دوسروں کو سمجھا بھی نہیں سکتے ۔ خدا تعالیٰ کا چہرہ نظر آ جاتا ہے اور میرا ایمان تو یہ ہے کہ جنت ہو یا نہ ہو ۔ خدا تعالیٰ پر پورا یقین ہونا ہی جنت ہے ۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 270 ایڈیشن 1988ء)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس یقین کو ہم کس طرح حاصل کریں۔ وہ طریق کیا ہیں جسکے بدولت ہم خدا تعالیٰ کے یقین یا توکل کو حاصل کرتے ہوئے اسکے جنت کے وارث بن سکتے ہیں؟ اسکے جواب کے لئے ایک نظر حضرت مسیح موعودؑ کے اس فقرے کی طرف دوڑاتے ہیں جس میں آپؑ فرماتے ہیں:

’’اے پاکیزگی کے ڈھونڈنے والو! اگر تم چاہتے ہو کہ پاک دل بن کر زمین پر چلو اور فرشتے تم سے مصافہ کریں تو تم یقین کی راہوں کو ڈھونڈو اور اگر تمہیں اس منزل تک بھی رسائی نہیں تو اس شخص کا دامن پکڑو جس نے یقین کی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے ۔‘‘

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ: 474-475)

اب ہمیں علم ہوگیا کہ خدا تعالیٰ پر یقین حاصل کر کے اسکی جنت کا وارث بننے کے لئے خود کوشش کرنی ہے اگر اس تک رسائی نہیں ہو پارہی تو اُس شخص کا دامن تھامنا پڑیگا جو یقین کی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہو۔ خدا تعالیٰ پر یقین کی اعلیٰ ترین مثالیں تو ہمیں انبیاء کرام کی زندگی میں نظر آتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ مثال حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے ہی رقم فرمائی ہیں اور کیوں نہ ہو، آپؐ ہی تو انسان کامل تھے۔ اور ساتھ ہی آپؐ نے امت کو بھی سبق دے دیا کہ میری پیروی کروگے، خدا سے دل لگاؤ گے، اس کی ذات پر ایمان اور یقین پیدا کروگے تو تمہیں بھی ضائع نہیں کرے گا۔ اور اپنے پر توکّل کرنے کے نتیجہ میں وہ تمہیں بھی اپنے حصار عافیت میں لے لے گا اور جنت کا وارث بنائے گا۔ آنحضرت ﷺ ،صحابہ رسول اللہؐ، حضرت مسیح موعودؑ وخلفاء احمدیت وبزرگان کے خدا تعلیٰ پر یقین وتوکل کے بارہ میں بچپن سے ہم بہت سے واقعات سنتے آرہے ہیں لیکن جب بھی پڑھتے ہیں ایمان وایقان میں ایک نئی تازگی وتقویت پیدا ہو جاتی ہے۔ برکت کے طور پر اس ضمن میں ایک دو واقعات پیش کر دیتا ہوں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں غیر معمولی توکل اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ کے واقعات اس طرح بھرے ہوئے ہیں جس طرح آسمان ستاروں سے بھرا ہوتا ہے۔بعض واقعات میں تو یہ جلوہ اس شان سے نظر آتا ہے کہ اس کی مثال دوسری جگہ نظر نہیں آتی۔ اس طرح کا ایک ایمان افروز واقعہ حنین کے میدان میں رونما ہوا۔ ایک ایسا نازک موقع آیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف چند صحابہ کے درمیان میدان جنگ میں کھڑے تھے۔ ہر طرف سے دشمن کا دباؤ تھا۔ دائیں اور بائیں اور سامنے تینوں طرف سے تیر پڑھ رہے تھے اور بچاؤ کے لیے صرف ایک تنگ راستہ تھا جس میں سے ایک وقت میں صرف چند آدمی گزر سکتے تھے اس راستے سے گزرے بغیر بچاؤ کی کوئی راہ نظر نہیں آتی تھی یہ مرحلہ اتنا نازک تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے خیال سے نہایت لجاجت سے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ تھوڑی دیر کے لئے پیچھے ہٹ جائیں تا کہ اسلامی لشکر کو پھر سے جمع ہونے کا موقع مل جائے۔ وقت انتہائی نازک تھا لیکن ہمارے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی نصرت اور حفاظت پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے ایسا جرأت مندانہ اقدام فرمایا جو ساری تاریخ میں عدیم النظیر ہے آپ اس وقت ایک خچر پرسوار تھے اپنے خچر کو ایڑ لگائی اور اسی تنگ راستے پر آگے بڑھنا شروع کیا جس کے دائیں بائیں سے مسلسل تیر برسائے جارہے تھے ایک طرف یہ جرات اور مردانگی اور دوسری طرف آپ کی زبان پر یہ نعرہ حق جاری تھا۔ کہ لوگو سنو! اور خوب کان کھول کر سنو کہ میں خدا کا نبی ہوں اور بخدا میں اس دعوے میں جھوٹا نہیں۔ میں توکل اور خدائی حفاظت کے نتیجے میں محفوظ ہوں ورنہ میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں اور عبد المطلب کا پوتا ہوں۔ انتہائی خطرناک موت ہر طرف سے سر پر منڈلا رہی تھی آپؐ کے جرات مندانہ اقدام آپؐ کے توکل علی اللہ کی ایک درخشندہ مثال ہے جسکی غیر بھی اعتراف کرتے ہیں۔ سفر طائف کے واقعہ کا ذکر میں مشہور معرف مصنف سر ولیم میور نے اپنی کتاب ’’لائف آف محمدؐ‘‘ میں لکھا:

‘‘There is something lofty and heroic in this Journey of Muhammad to At-Ta'if; a solitary man, despised and rejected by his own people, going boldly forth in the name of God, like Jonah to Nineveh, and summoning an idolatrous city to repent and support his mission. It sheds a strong light on the intensity of his belief in the divine origin of his calling.’’

(Life of Muhammad by Sir William Muir, 1923 edtition, pp.112113-)

یعنی محمد (ﷺ) کے سفر طائف میں ایک شاندار شجاعت کا رنگ پایا جاتا ہے۔ اکیلا آدمی جس کی اپنی قوم نے اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور دھتکار دیا خدا کے نام پر کس بہادری کے ساتھ نینوا کے یونس نبی کی طرح ایک بت پرست شہر کو توبہ کی اور اپنے مشن کی دعوت دینے کو نکل کھڑا ہوتا ہے۔ یہ بات اس کے پختہ ایمان کو خوب آشکار کرنے والی ہے کہ وہ اپنے آپ کو قطعی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے یقین کرتا تھا۔

(لائف آف محمد از سر ولیم میور مطبوعہ 1923ء صفحہ 112۔ 113)

تو یہ ہے وہ توکل ویقین کا اعلیٰ معیار جسکی غیر بھی معترف ہیں۔ خدا پر یقین کا یہی رنگ ہمیں آپ ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بھی نظر آتا ہے ۔

’’ایک دفعہ کسی بحث کے دوران میں حضرت مسیح موعودؑ سے کسی مخالف نے کوئی حوالہ طلب کیا۔ اس وقت وہ حوالہ حضرت کو یاد نہیں تھا اور نہ آپ کے خادموں میں سے کسی اور کو یاد تھا لہذا شماتت کا اندیشہ پیدا ہوا۔ مگر حضرت صاحب نے بخاری کا ایک نسخہ منگوایا اور یونہی اس کی ورق گردانی شروع کر دی اور جلد جلد ایک ایک ورق الٹانے لگ گئے اور آخر ایک جگہ پہنچ کر آپ ٹھہر گئے اور کہا کہ لو یہ لکھ لو۔ دیکھنے والے سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرہ ہے اور کسی نے حضرت صاحب سے دریافت بھی کیا جس پر حضرت نے فرمایا کہ جب میں کتاب ہاتھ میں لے کر ورق الٹانے شروع کیے تو مجھے کتاب کے صفحات ایسے نظر آتے تھے کہ گویا وہ خالی ہیں اور ان پر

کچھ نہیں لکھا ہوا۔ اسی لیے میں ان کو جلد جلد الٹاتا گیا۔ آخر مجھے ایک صفحہ ملا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ اور مجھے یقین ہوا کہ یہ وہی حوالہ ہے جس کی مجھے ضرورت ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف کیا کہ سوائے اس جگہ کے کہ جس پر حوالہ درج تھا باقی تمام جگہ آپکو خالی نظر آئی۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم مطبوعہ 1935 صفحہ 2-3)

اللہ اللہ کیا ہی اعلیٰ مثال خدا پر یقین کے بارہ میں ہے کہ خدا کبھی ضائع نہیں کریگا۔ چنانچہ یہی رنگ ہمیں خلفاء راشدین وخلفاء احمدیت کے اندر بھی نظر آتا ہے اس موقعہ پر خاکسار صرف حضرت مرزا مسرور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دور میں رونما ہونے والے بے شمار واقعات میں سے خدا تعالیٰ پر یقین وتوکل کے حوالے سے صرف دو واقعات کا ذکر کرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب 2004 میں غانا تشریف لے گئے تو ایک موقع پر سفر کے دوران حضور نے اہل گھانا کو بشارت دی کہ غانا کی زمین میں تیل نکلے گا۔ چنانچہ جب 2008ء میں حضور انور خلافت جوبلی کے موقع پر دوبارہ غانا تشریف لے گئے تو غانا کے صدر مملکت نے ملاقات کے دوران حضور سے کہا کہ حضور انور کی ہمارے ملک کے لیے دعائیں قبول ہو رہی ہیں حضور انور نے اپنے گزشتہ دورہ کے دوران فرمایا تھا کہ گھانا کی زمین میں تیل ہے اور یہاں سے تیل نکلے گا۔ حضور کی یہ دعا بڑی شان سے قبول ہوئی اور گزشتہ سال گھانا سے تیل نکل آیا۔

چنانچہ اس حوالے سے غانا کے مشہور نیشنل اخبار Daily Graphic نے اپنے 17 اپریل 2008 ء کے شمارے میں پہلے صفحہ پر حضور انور اور صدر غانا کی ملاقات کی رپورٹ شائع کرتے ہوئے لکھا کہ "خلیفۃ المسیح نے اپنے دورہ گھانا 2004 ء کے دوران گھانا میں تیل کی دریافت پر بڑے پر زور طریق سے اپنے یقین کا اظہار کیا تھا یہی یقین گزشتہ سال حقیقت میں بدل گیا۔ اور گھانا کی سرزمین سے تیل نکل آیا۔"

(الفضل انٹرنیشنل 25 ستمبر 2015 تا یکم اکتوبر 2015 صفحہ 17)

اسی طرح یقین وتوکل کے تعلق سے ایک واقعہ کا مشاہدہ ہم نے ماریشس میں کیا۔

"ماریشس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ العزیز کی آمد کے پہلے روز جب آپ نماز ظہر اور عصر کی ادائیگی کے لیے اپنی رہائش گاہ سے بیت الذکر جانے کے لیے باہر تشریف لائے اور قافلہ روانگی کے لئے تیار ہوگیا تو ڈیوٹی پر موجود خدام نے الیکٹرونک مین گیٹ کو ریموٹ کی مدد سے کھولنا چاہا لیکن ہر طرح کی کوشش کرنے کے باوجود گیٹ نہ کھلا۔ آخر کار خدام گیٹ کو توڑنے کے لئے کوشش کرنے لگے لیکن اس میں بھی ناکام رہے۔ حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے اور فرمایا ریموٹ مجھے دیں۔ اور جیسے ہی آپ نے ریموٹ کا بٹن دبایا گیٹ کھل گیا اس موقع پر موجود ایک ہندو پولیس سکواڈ بلا اختیار بول اٹھا کہ معجزوں کے بارے میں سنا تو تھا لیکن آج اپنی آنکھوں کے سامنے پہلی مرتبہ Live دیکھا ہے۔"

(تشحیذ الاذہان سیدنا مسرور ایدہ اللہ تعالیٰ نمبر، صفحہ 282)

پس خدا تعالیٰ کی ذات پر جن کو یقین وتوکل ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ انکے ساتھ ایک منفرد سلوک کرتے ہوئے اسکو اپنا محبوب وولی بناتا ہے جیسا کہ ایک حدیث قدسی ہے:۔

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے یہ چیز سب سے زیادہ پسند ہے کہ میرا بندہ فرض کی ہوئی چیزوں کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرے ۔۔۔۔ جب مَیں اسے پیار کرنے لگ جاتا ہوں تو مَیں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو مَیں اسے ضرور عطا کروں گا اور اگر وہ میری پناہ چاہے گا تو میں ضرور اسے پناہ دوں گا۔ کسی چیز کے کرنے میں مجھے کبھی تردّد نہیں ہوا (جیسا) ایک مومن کی جان نکالتے ہوئے تردد ہوتا ہے وہ موت کو ناپسند کرتا ہے۔ اور اسے تکلیف دینا مجھے ناپسند ہے۔"

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع۔ حدیث نمبر 6502)

گو کہ جسکا خدا دوست بن جائے ولی بن جائے اسکے لئے تو یہ دنیا بھی جنت اور اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی جنت۔ تو یہ ثابت ہوا کہ اگر خدا پر ہمیں پورا یقین ہے تو وہ ہمارے لئے ہر امر کو آسان کرتے ہوئے اس دنیا میں ہمیں جنت کا وارث بنا سکتا ہے۔ ان حقائق کو اور بہتر رنگ میں سمجھنے کے لئے بعض اقتباسات پیش ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"اعلیٰ درجے کی خوشی خدا میں ملتی ہے۔ جس سے پرے کوئی خوشی نہیں ہے۔ جنت پوشیدہ کو کہتے ہیں..." (یعنی چھپی ہوئی چیز کو جنت کہتے ہیں) "...اور جنّت کو جنّت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نعمتوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ اصل جنت خدا ہے جس کی طرف تردّد منسوب ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے بہشت کے اعظم ترین انعامات میں رِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ (التوبۃ:72) ہی رکھا ہے۔ انسان انسان کی حیثیت سے کسی نہ کسی دکھ اور تردّد میں ہوتا ہے، مگر جس قدر قرب الٰہی حاصل کرتا جاتا ہے اور تَخَلَّقُوۡا بِاَخۡلَاقِ اللّٰہِ سے رنگین ہوتا جاتا ہے، اسی قدر اصل سکھ اور آرام پاتا ہے جس قدر قرب الٰہی ہوگا لازمی طور پر اسی قدر خدا کی نعمتوں سے حصہ لے گا۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 396- ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ، ماخوذ خطبہ جمعہ 2/ مئی 2014ء)

نیز آپؑ فرماتے ہیں:

"جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل متبتل تھے ویسے ہی کامل متوکل بھی تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم اور قبائل والے سرداروں کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے۔ آپ میں ایک فوق العادت یقین خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ اسی لیے اس قدر عظیم الشان بوجھ کو آپ نے اٹھا لیا اور ساری دنیا کی مخالفت کی اور ان کی کچھ بھی ہستی نہ سمجھی۔ یہ بڑا نمونہ ہے توکل کا جس کی نظیر اس دنیا میں نہیں ملتی۔"

(الحکم جلد 5 نمبر 37 صفحہ 1تا3 پرچہ 10 اکتوبر 1901)

نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"تو عبادت کرتا رہ جب تک کہ تجھے یقین کامل کا مرتبہ حاصل نہ ہو اور تمام حجاب اور ظلماتی پردے دور ہو کر یہ سمجھ میں نہ آجاوے کہ اب میں وہ نہیں ہوں جو پہلے تھا، بلکہ اب تو نیا ملک نئی زمین، نیا آسمان ہے اور میں بھی کوئی نئی مخلوق ہوں۔ یہ حیات ثانی وہی ہے جس کو صوفی بقاء کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جب انسان اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی روح کا نفخ اس میں ہوتا ہے۔ ملائکہ کا اس پر نزول ہوتا ہے۔ یہی وہ راز ہے جس پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا کہ اگر کوئی چاہے کہ مردہ میت کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے تو وہ ابوبکرؓ کو دیکھے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 500)

حضرت حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

"جنت کیا ہے؟ آدمی کی آنکھ ہے، کان ہیں، زبان ہے، مزہ ہے، ٹٹولنا ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے لئے جو ان باتوں کو ترک کرتا ہے اسے جنت ملتا ہے۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے لیے جو ہم قربان کریں اس کا نعم البدل جنت ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 120)

اسی طرح خدا تعالیٰ پر یقین کے تعلق سے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"آدم کی اولاد میں ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو لوگوں کو نیکی اور ہدایت کی طرف بلاتے رہیں گے اور ایسے لوگ جو ہدایت کو مان لیں گے وہ اسی دنیا میں جنت میں آجائیں گے یعنی ایسی ایمانی قوت پیدا ہوجائے گی کہ ہر حالت میں ان کے دل مطمئن رہیں گے اور خوف یعنی آئندہ نقصانات کا ڈر اور حزن یعنی پچھلے نقصانات پر افسوس ان کو غمگین نہ کرسکے گا بلکہ ان کا دل جنت کا قائم مقام ہوجائے گا اور مابعد الموت الٰہی انعامات کے وارث ہوں گے۔"

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 347-348)

نیز آپؓ فرماتے ہیں:

"قرآن کریم میں آتا ہے وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۷﴾ جو شخص خدا تعالیٰ کے مقام کا خوف اپنے دل میں رکھتا ہے اسے دو جنتیں ملتی ہیں۔ ایک دنیا میں اور ایک اگلے جہاں میں۔ اب یہ واضح بات ہے کہ یہاں جنت ملنے سے مراد دنیوی اموال نہیں ہوسکتے۔ اگر دنیوی اموال مراد لیے جائیں تو خدا تعالیٰ کے کئی نیک بندے ایسے گزرے ہیں جن کے دنیوی حالات کفار سے بہت ہی ادنیٰ تھے۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی لے لو۔ آج یورپ کا مزدور آپ سے زیادہ اچھا کھانا کھاتا اور زیادہ اچھے کپڑے پہنتا ہے۔ پس اگر اس جگہ جنت سے دنیوی نعما مراد لی جائیں تو یقینا یورپ کا مزدور جنت میں ہے اور بڑے بڑے صلحاء اور اولیاء نعوذ باللہ جنت میں نہیں تھے۔ پس اس جگہ جنت سے مراد روحانی امن ہی ہوسکتا ہے اور جنت ملنے سے مراد خدا کے قرب کا حصول ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 39)

اور خدا کے قرب کو پانے کے لئے اسکے لئے سب کچھ چھوڑنا پڑیگا جیسا کہ ہمارے پیارے سیدی فرماتے ہیں:

"جو خدا تعالیٰ کے لئے سب کچھ چھوڑنے اور کھونے پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔ نہ صرف آمادہ بلکہ چھوڑ دیتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے واسطے کھونے والوں کو سب کچھ دیا جاتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 9/ مارچ 2018ء)

اب یہ ناچیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس دعا کے ساتھ اپنے مضمون کو ختم کرتا ہے آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللہ کرے ہم میں سے ہر احمدی توکّل سے پُر ہو، اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین سے پر ہو، اور اس کی مغفرت اور رحمت کی چادر میں لپٹا ہوا ہو۔"

(خطبہ جمعہ 15/ اگست 2003ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان خزائن کے ذریعہ خدا تعالیٰ پر حقیقی یقین حاصل کرتے ہوئے اس دنیا میں بھی جنت کا حقدار بنائے اور آخرت میں بھی جنت کا وارث بنائے۔ آمین

مجھے اس یار سے پیوند جاں ہے
وہی جنت وہی دار الاماں ہے
بیاں اسکا کروں طاقت کہاں ہے
محبت کا تو اک دریا رواں ہے
یہ کیا احساں ہیں تیرے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

رپورٹ: شمس الدین مالاباری۔ نمائندہ الفضل و مشنری انچارج، کبابیر

جماعت احمدیہ کبابیر (دیار مقدسہ) میں منعقد ہونے والی تقاریب

جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد

مورخہ 29 اکتوبر 2021ء کو جامع محمود کبابیر میں جلسہ سیرت النبی ﷺ کا بابرکت انعقاد ہوا۔ اس موقع پر مکرم مناع عودہ صاحب سیکرٹری تربیت، مکرم عماد الدین مصری صاحب مربی سلسلہ اور مکرم محمد شریف عودہ صاحب امیر جماعت کبابیر نے علی الترتیب سیرت رسول کریم ﷺ، رسول کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ اور موجودہ معاشرہ میں رسول کریم ﷺ کی سنت کا قیام کے موضوعات پر تقاریر کیں۔ مسجد میں موجود حاضرین کے علاوہ گھروں میں بھی پروگرام براہ راست سننے کا اہتمام کیا گیا تھا۔

ورزشی مقابلہ جات

مورخہ 22 اور 23 اکتوبر 2021ء کو مجلس خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کے زیر انتظام خدام واطفال کے لئے ورزشی مقابلہ جات کرائے گئے۔ کبابیر میں واقع سپورٹز ہال میں دو روزہ یہ دلکش پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کی شروعات میں مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کی معیت میں خاکسار نے دعا کروائی اور شرکاء کو کچھ نصیحتیں کیں۔ دراصل یہ پروگرام سالانہ اجتماع کے حوالے سے ہوا تھا مگر مقامی صورت حال کے مطابق اصل اجتماع سے کچھ دن قبل رکھا گیا تھا۔

سپورٹس ڈے (sports day) لجنہ اماء اللہ

لجنہ اماء اللہ کے تحت ایک روز کا سپورٹز ڈے منایا گیا۔ لجنہ اماء اللہ کی رپورٹ کے مطابق خواتین بڑی دلچسپی سے شامل ہوئیں اور کرونا کے بعد یہ پہلی دفعہ انکو جمع ہونے کا موقع ملا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

مکرم امیر صاحب کبابیر کی اہم شخصیات سے ملاقات

مورخہ 27 اکتوبر 2021ء کو شہر یروشلم میں مکرم محمد شریف عودہ صاحب نیشنل امیر کبابیر کی ملاقات مکرم Felix Antoine Tshisekedi صاحب صدر مملکت کونگو کے ساتھ ہوئی جس موقع پر اسرائیل کے صدر مملکت بھی موجود تھے۔ اس موقع پر مکرم امیر صاحب کو اسلام احمدیت کے تعارف کرانے اور جماعتی سوونیر پیش کرنے کا بہترین موقع میسر آیا۔

اسی طرح مورخہ 8 نومبر 2021ء کو مکرم Ivan Duque Marques صاحب صدر مملکت Colombia کے ساتھ بھی ملاقات کرنے اور اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کا موقع ملا۔

سالانہ اجتماع مجلس اطفال الاحمدیہ وخدام الاحمدیہ کبابیر

مورخہ 12 اور 13 نومبر 2021ء کو کبابیر میں مجلس اطفال الاحمدیہ اور خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ اس موقع پر مختلف علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ اطفال کے اجلاس میں مکرم ایقان احمد شمس صاحب مہتمم اطفال اور خاکسار نے تربیتی امور پر ایمان باللہ کی ضرورت اور اہمیت کے بارہ میں روشنی ڈالی۔ جبکہ خدام الاحمدیہ کے اجلاس میں مکرم عماد الدین صاحب مصری مربی سلسلہ اور مکرم امیر صاحب نے خدا تعالیٰ سے محبت اور اسکے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنے کے بارہ میں خدام کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ مکرم احمد احسان عودہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے بھی خدام کو نظام خلافت کے ساتھ مضبوط رہنے کی تلقین کی۔ اجتماع کے اخیر پر علمی وورزشی مقابلہ جات میں کامیابی حاصل کرنے والے خدام واطفال کے درمیان انعامات تقسیم کئے گئے۔ ضیافت کا بھی انتظام رہا۔ اللہ کے فضل سے دو روزہ یہ اجتماع بہت کامیاب رہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

ریاض محمود باجوہ۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی

تربیتی سیمینار مجلس خدام الاحمدیہ رائن لنڈ فالس ریجن جرمنی

مؤرخہ 21 نومبر 2021ء بروز اتوار مجلس خدام الاحمدیہ رائن لنڈ فالس ریجن کے زیرِ انتظام ایک تربیتی سیمینار کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔ ریجنل ناظم تربیت مکرم سید الیار احمد نے ریجنل قائد حزقیل مظفر صاحب سے مشاورت اور ان کی منظوری کے بعد پروگرام کو حتمی شکل دی۔ مکرم واصب احمد ریجنل نائب قائد، مکرم مظفر احمد طاہر، مکرم ظہیر احمد بٹر اور مکرم جواد احمد نے اس پروگرام کے سلسلہ میں خصوصی تعاون کیا۔

پروگرام کا دورانیہ دو گھنٹے کا تھا یعنی 12 بجے سے لیکر دوپہر دو بجے تک۔ ایجنڈا میں تلاوتِ قرآنِ کریم، اردو تقریر، مجلس سوال و جواب اور آخر میں شکریہ اور دعا شامل تھی۔ ریجنل قائد صاحب کی ہدایت پر ریجنل ناظم تربیت مکرم سید الیار احمد نے اس پروگرام کی میزبانی کے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ نے سب سے پہلے سیمینار کا ایجنڈا بتایا۔ اس کے بعد مہمانانِ خصوصی کا تعارف کرایا۔ جن میں خاکسار ریاض محمود باجوہ مربی سلسلہ (آنزیری) جماعت احمدیہ وٹلش، مکرم ظفر اللہ اسلام مربی سلسلہ ٹریئر و لکسمبرگ شامل تھے۔

شیڈول کے مطابق بارہ بجے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا۔ مکرم مصباح الرحمان مجلس نوئے ویڈ نے سورۃ التغابن آیت 2 تا 5 کی نہایت خوش الحانی سے تلاوت کی اور ان آیات کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا۔ پروگرام کی صرف ایک ہی اردو تقریر تھی جو خاکسار نے کی جس کا موضوع تھا ’’تعلق باللہ اور قبولیتِ دعا‘‘۔ 20 منٹ تھے تقریر کے لئے۔ قرآنِ کریم سے اس موضوع سے متعلقہ مواد کی روشنی میں نہایت اہم ارشاداتِ خداوندی شاملین کے سامنے پیش کیے گئے۔ حتی الامکان کوشش کی گئی کہ اس اہم موضوع پر ضروری باتوں سے خدام کو روشناس کرایا جاسکے۔ پروگرام کا دلچسپ مرحلہ تقریر کے بعد سوال و جواب کی صورت میں شروع ہوا جو دو بجے تک جاری رہا۔ دیگر دونوں مربیان کرام نے نہایت وضاحت اور آسان پیرائے میں خدام کے سوالات کے جوابات دیئے۔ زیادہ تر سوالات کا تعلق تعلق باللہ، خلافت اور قبولیتِ دعا سے تھا۔ مکرم جاوید اقبال ناصر اور مکرم ظفر اللہ اسلام نے باری باری تمام سوالات کے مدلل اور مفصل جوابات سے نوازا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

آخر میں ریجنل ناظم تربیت مکرم سید الیار احمد نے مربیان کرام اور دیگر خدام کا شکریہ ادا کیا کہ سب نے اپنی مصروفیات کے باوجود اسقدر وقت دیا اور سیمینار کی رونق بنے۔ مکرم ناظم صاحب تربیت کی درخواست پر خاکسار نے اختتامی دعا کرائی۔

یہ پروگرام ویبکس پر (آن لائن) کیا گیا۔ ریجن کی کل 17 مجالس میں سے سب کی نمائندگی ہوئی۔ مجموعی طور پر سیمینار میں خدام کی حاضری تقریباً 140 تھی۔ شامل خدام نے پروگرام کو تربیتی نقطہ نظر سے ایک مثبت قدم قرار دیا اور اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ ایسے مفید پروگرام منعقد ہوتے رہنے چاہئیں۔

رپورٹ : عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ الفضل آن لائن سیرالیون

سیرالیون کے مختلف ریجنز میں انصار اللہ کے اجتماعات

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ 13 ؍ نومبر کو سیرالیون کی بعض مجالس کو اپنا اپنا سالانہ ریجنل اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ ان اجتماعات کی مختصر رپورٹ اور تصویری جھلکیاں قارئین کے لئے پیشِ خدمت ہیں۔

میامبا ریجن

مکرم انصر محمود صاحب ریجنل مبلغ میامبا ریجن تحریر کرتے ہیں کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 13 نومبر 2021 ء کو مجلس انصار اللہ میامبا ریجن کو اپنا سالانہ اجتماع بمقام Sembehun مسجد بیت البشیر میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

سالِ نو کے آغاز کے ساتھ ہی سالانہ نصاب مقرر کر کے تمام مجالس کو بھجوا دیا گیا تھا اور اکثر مجالس نے باقاعدہ تیاری کے ساتھ دورانِ سال اپنے اپنے اجتماعات منعقد کئے۔

اجتماع کے انعقاد سے قبل ریجنل مجلسِ عاملہ کی متعدد میٹنگز کی گئیں اور شعبہ جات تقسیم کر کے باقاعدہ تیاری شروع کر دی گئی۔ اجتماع کے انعقاد سے قبل حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھے گئے اور صدقات بھی ادا کئے گئے۔

اجتماع کے دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے کیا گیا. تمام مجالس سے 5،5 انصار کو بلایا گیا تھا. 10 بجے اجتماع کا آغاز ہوا. مکرم الفا دین مامبو مرکزی مہمان تھے. تلاوت محترم ابراہیم سانکو صاحب نے کی اس کے بعد محترم سلیمان ہال ناظم انصار اللہ میامبا ریجن نے انصار کا عہد دہرایا اور پھر علمی مقابلہ جات کا باقاعدہ آغاز ہوا.

ان مقابلہ جات میں تلاوت ، حفظ قرآن ،تقاریر اور حفظ خلافت جوبلی ادعیہ شامل تھے۔

نمائندہ انصار اللہ محترم الفا دین مامبو صاحب نے نماز اور تربیت کے حوالے سے نصائح کیں. آخر پر خاکسار نے تمام مہمانوں اور انصار کا اس اجتماع کا حصہ بننے پر شکریہ ادا کیا. اور تمام انصار کو اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی طرف توجہ دلائی. اختتامی دعا کے بعد انصار کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا اور بعد ازاں نماز ظہر ادا کی گئی.

اجتماع کی حاضری 42 تھی۔

بو ریجن

مکرم مبارک احمد گھمن صاحب قائمقام ریجنل مبلغ ساؤتھ ریجن تحریر کرتے ہیں کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 13 نومبر 2021 ء کو مجلس انصار اللہ ساؤتھ ریجن کو اپنا سالانہ اجتماع بمقام مسجد بیت الناصر Bo Town منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

پروگرام کا باقاعدہ آغاز دن دس بجے مکرم James Beah

Sawaray ریجنل ناظم کی صدارت میں تلاوت قرآنِ کریم و ترجمہ سے ہوا۔ جس کے بعد مکرم مولوی عبداللطیف بائیاں صاحب نے قصیدہ پیش کیا۔ خاکسار (مبارک احمد گھمن) نے اوپننگ ایڈریس میں انصاراللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور ایک مثالی ناصر بننے کی نصیحت کی۔

اس کے بعد ہونے والی تقاریر میں مالی قربانی کی اہمیت کے بارہ میں بتایا گیا اور نماز باجماعت کی اہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کی گئی۔ دعا کے ساتھ یہ پہلا سیشن ختم ہوا اور اس کے بعد علمی مقابلہ جات کروائے گئے جن میں تلاوت، تقاریر، حفظ خلافت جوبلی ادعیہ، کوئز خطباتِ امام اور دینی معلومات کے مقابلہ جات شامل تھے۔

نمازِ ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد ایک مختصر اختتامی تقریب ہوئی جس میں پوزیشن لینے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ روانگی سے قبل تمام شاملین کے لئے ظہرانے کا انتظام کیا گیا۔ اس بابرکت پروگرام کی کل حاضری 60 ؍ رہی اور 9 سرکٹس سے انصار شامل ہوئے۔

پورٹ لوکو ریجن

مکرم سفیر احمد صاحب ریجنل مبلغ پورٹ لوکو ریجن تحریر کرتے ہیں کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 13 نومبر 2021 ء کو مجلس انصار اللہ پورٹ لوکو ریجن کو اپنا سالانہ اجتماع اولڈ پورٹ لوکو مسجد میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

مکرم محمد سانکو صاحب ممبر مرکزی عاملہ اس اجتماع کے مہمانِ خصوصی تھے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز دن دس بجے تلاوت قرآنِ کریم و ترجمہ سے ہوا۔ علمی مقابلہ جات میں تلاوت، اذان، حفظِ قرآن، اور دینی معلومات کے مقابلہ جات شامل تھے۔ پوزیشن لینے والے انصار کو انعامات سے نوازا گیا۔ دعا کے ساتھ اس بابرکت پروگرام کا اختتام ہوا۔ نمازِ ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد شاملین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ اجتماع کی کل حاضری 51 ؍ رہی۔

روکوپر ریجن

مکرم ذیشان محمود صاحب قائم مقام ریجنل مشنری روکوپر تحریر کرتے ہیں کہ

محض اللہ تعالی کے فضل سے روکوپر ریجن سیرالیون کو مورخہ 13 نومبر 2021 بروز ہفتہ بمقام احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول، روکوپر اپنا اجتماع منعقد کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔

اجتماع کی تیاری سے قبل زعیم انصار اللہ ریجن نے سرکٹ مشنریز کے ساتھ علیحدہ علیحدہ میٹنگ کی جس میں تمام انتظامی امور طے کئے گئے۔

اجتماع کے روز صبح 9 بجے سکول کے احاطہ میں افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ سیرالیون سے نائب صدر مجلس صاحب بطور مہمان خصوصی تشریف لائے۔

تلاوت، عہد اور نظم کے بعد محترم موسی کے ڈی محمود صاحب ریجنل صدر روکوپر نے استقبالیہ خطاب کیا جس کے بعد مہمان خصوصی صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔ دوسرے سیشن میں درج ذیل دو تقاریر ہوئیں۔

- تربیت اولاد میں انصار اللہ کا کردار از مولوی شیخو کمارا کامبیا سرکٹ
- جماعت احمدیہ میں مجلس انصار اللہ کا کردار از خاکسار

اس کے بعد تمام شاملین کی خدمت میں لذیذ ظہرانہ پیش کیا گیا۔

تیسرے سیشن میں علمی مقابلہ جات منعقد کئے گئے جن میں تلاوت، اذان، دینی معلومات، حفظ قرآن، حفظ صلاۃ، حفظ عہد شامل تھے ۔

نماز ظہر اور عصر سکول کی مسجد میں جمع کر کے ادا کی گئیں جن کے بعد آخری سیشن میں محترم ابراہیم مانسیرے صاحب ریجنل زعیم انصار اللہ نے رپورٹ پیش کی اور پھر پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

جس کے بعد مہمان خصوصی جناب نائب صدر انصار اللہ نے خطاب فرمایا اور دعا سے یہ بابرکت اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

کل حاضری 45 ؍ رہی۔

مدثر ظفر

ٹریفک سگنل

ایسا نظام جس نے بے شمار انسانی جانوں کے تحفظ کو ممکن بنایا

دوران سفر سرخ بتی دیکھ کر گاڑی کو بریک لگا کر سبز ہونے کا انتظار کرتے ہوئے کبھی آپ نے سوچا کہ ٹریفک سگنل کا یہ نظام کب، کیسے، کس نے اور کہاں سے شروع کیا؟یقیناً یہ ایک بہت ہی عمدہ اور اچھوتا خیال تھا۔ٹریفک جام کا مسئلہ تب سے ہے جب موٹر گاڑیاں ابھی ایجاد بھی نہیں ہوئی تھیں۔ یہ اوائل 1800ء کی بات ہے گھوڑا گاڑیاں اور پیدل چلنے والے لندن کی مصروف شاہراہوں پر ٹریفک جام سے پریشان رہتے تھے اور اس مسئلہ کا حل چاہتے تھے لیکن کوئی کارگر نظام وضع نہ ہوسکا۔ اس پریشانی کا حل ایک برطانوی ریلوے انجینئر جے پی نائٹ نے پیش کیا۔ انہوں نے ریل روڈ کے طریقہ کار کو اپنانے کا مشورہ دیا جس کے نتیجے میں لندن شہر میں 1868ء میں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے دنیا کا پہلا ٹریفک سگنل نصب کیا گیا۔ ابتدائی سگنل گیس پر چلتے تھے جنہیں ہر بار ہاتھ سے شعلہ دیا جاتا تھا۔یعنی کوئی خودکار نظام نہیں تھا اور اس طریقہ کار میں کئی مسائل تھے۔گیس کے باعث اکثر سگنل بوتھ دھماکہ سے تباہ ہوجایا کرتے تھے۔ اسی لیے زیادہ مقبول نہ ہوسکے کیونکہ عملاً ان کا انتظام و انصرام مشقت طلب کام تھا۔ 1914ء تک یہی گیس سگنل ہی ٹریفک کی روانی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ بالآخر الیکٹرک سگنل نے گیس سے چلنے والے ان ٹریفک سگنل کو چلتا کر دیا۔بجلی سے چلنے والے ٹریفک سگنل پہلے پہل اوہائیو کے شہر کلیونڈ میں نصب کیے گئے۔ باوجودیکہ یہ سگنل بجلی سے چلتے تھے لیکن خودکار نہیں تھے،انہیں بھی ہاتھ سے ہی آپریٹ کرنا پڑتا تھا۔کنٹرول بوتھ میں بیٹھا ایک آپریٹر مینوئلی یہ کام سرانجام دیتا تھا۔ ابتداء سے ہی سرخ رنگ رکنے اور سبز چلنے کے اشارہ کے طور پر ہی استعمال کیا جاتا رہا ہے جس میں بعد ازاں تیسری بتی بھی شامل کر دی گئی جو سفید روشنی خارج کرتی تھی۔بتی کی جگہ الارم بھی استعمال کیا گیا لیکن پھر اس کی جگہ پیلی بتی کا استعمال ہونے لگا۔ ابتداء میں ٹریفک سگنل کے لیے وہی رنگ استعمال کیے گئے جو ریلوے کے نظام میں استعمال کیے جاتے تھے۔ ریلوے میں سرخ خطرے اور سبز احتیاط سے چلنے کے اشارہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ روڈ ٹریفک میں سرخ کو رکنے اور سبز کو چلنے کے لیے استعمال کیا جانے لگا۔ ابتداء میں جیسے جیسے گاڑیوں کا استعمال عام ہوا ویسے ہی ٹریفک سگنل کی تنصیب بھی بڑے پیمانے پر ہونے لگی اور اس نظام میں وقت کے ساتھ اصلاحات ہوتی رہیں۔ اصلاحات کا یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ٹریفک سگنل کے ثمرات ابتداء میں ہی ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ کیونکہ ٹریفک حادثات سے ہونے والی اموات میں بہت تیزی سے کمی واقع ہوئی تھی۔ بنیادی طور پر ٹریفک سگنل تین رنگ کی بتیوں پر مشتمل ہوتے ہیں جو خودکار نظام کے تحت اشارے دیتے ہیں کہ کس سمت والی گاڑیوں کو چلنا ہے اور کس سمت سے آنے والی ٹریفک کو رکنا ہے۔ کسی بھی انٹرسیکشن پر ٹریفک کی روانی کو متاثر ہونے سے بچانے کے لیے ٹریفک سگنل باہمی تعامل سے چلتے ہیں۔

ٹریفک سگنل کی بتیوں کے جلنے بجھنے کا دورانیہ ہر جگہ شہر، ہائی وے کے ہر فیز کے لیے مختلف ہوسکتا ہے۔ روڈ کی لمبائی چوڑائی کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی ٹریفک سگنل کے دورانیہ میں کمی بیشی کی جاتی ہے۔ٹریفک سگنل کے جدید نظام میں کمپیوٹرائیز سسٹم ٹریفک کے بہاؤ پر نظر رکھ کر خودکار طریقہ سے بھی ٹریفک سگنل کے دورانیہ کو کم یا زیادہ کرتا رہتا ہے۔ اگر ٹریفک کا بہاؤ کم ہو تو سگنل جلدی جلدی سگنل کو پراسس کرتا ہے اور زیادہ دیر تک گاڑیاں روکنی نہیں پڑتیں۔ نیز یہ سسٹم گاڑیوں کی رفتا پر نظر رکھ کر بھی ٹریفک سگنل کے دورانیہ کو کم زیادہ کرتا ہے۔مثلاً اگر گاڑیوں کی رفتار زیادہ ہو تو سگنل میں پیلی بتی کا دورانیہ بڑھا دیتا ہے۔ اس طرح ڈرائیورز کو ردعمل دکھانے کا اضافی وقت مل جاتا ہے۔ اگر ایسی صورتحال میں پیلی بتی کا دورانیہ کم ہو تو عین ممکن ہے کہ لوگ سرخ بتی پر بھی رفتار کم نہ کر پائیں اور حادثہ کا شکار ہوجائیں۔سمارٹ سگنل سسٹم شہر کے تمام ٹریفک سگنل سے منسلک ہوتے ہیں جو ہر طرف سے آرہی ٹریفک پر نظر رکھ کر سگنل کے کھلنے اور بند ہونے کے دورانیہ کو کم یا زیادہ کرتے رہتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے ہر سگنل کے اوپر کیمرے،ریڈار اور سڑک پر گاڑیوں کا وزن چیک کرنے والے سینسرز بھی نصب کیے جاتے ہیں جو ٹریفک کے بہاؤ پر نظر رکھنے میں معاونت کرتے ہیں۔ وزن محسوس کرنے والے سنسر سے سسٹم جان لیتا ہے کہ کس طرف سے زیادہ بڑی گاڑیاں آرہی ہیں۔ تمام سنسر سے آنے والے ڈیٹا کو کمپیوٹر پراسس کرکے یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ٹریفک سگنل کی بتیوں کا دورانیہ کیا ہو۔

نیز جدید نظام میں ایسے سینسرز بھی نصب ہیں جو ایمرجنسی والی گاڑیوں مثلاً ایمبولینس، فائر بریگیڈ اور پولیس کی گاڑیوں کو شناخت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور شناخت ہونے پر سگنل باقی گاڑیوں کو روک کر ایسی گاڑیوں کو انٹرسیکشن پر سے گزرنے کی اجازت دیتا ہے۔ٹریفک سگنل پر بتیوں کے جلنے بجھنے کا یہ تعامل اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ٹریفک جام نہ ہونے پائے۔

جس طرح آج گاڑیوں میں جدت آرہی ہے اور ڈرائیور کے بغیر خودکار نظام کے تحت چلنے والی گاڑیاں بھی اب عام ہو رہی ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ٹریفک سگنل کا مستقبل کیا ہوگا؟ عین ممکن ہے کہ چند عشروں بعد جب ہر گاڑی بغیر ڈرائیور کے سڑک پر چلنے لگے گی تو ٹریفک سگنل کا موجودہ نظام بالکل ختم ہو جائے اور بغیر ڈرائیور کی ان گاڑیوں کی سڑک پر روانی برقرار رکھنے کے لیے کوئی اور نظام وضع ہو چکا ہو۔

بقیہ: سورۃ یٰسٓ اور الصّافّات کا تعارف...... از صفحہ 3

پر گرائیں گے جن میں ان کے لئے یہ پیغام ہو گا کہ اپنی گردنیں ہمارے سامنے جھکادو ورنہ تم ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی کیا حیثیت ہے کہ وہ اپنی ظاہری طاقت کے نتیجہ میں اپنی خدائی کا دعویٰ کریں۔ اللہ ایک ہی ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ مشارق کا ربّ ہے۔یہ آیت بھی ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے ورنہ اُس زمانہ میں تو کئی مشارق کا کوئی تصور موجود نہیں تھا جو اِس زمانہ میں پیدا ہوا ہے۔ یہ وہ دور ہو گا جب انسان مختلف نئی ایجادات کے ذریعہ جو بہت اونچی اڑان کی مقدرت رکھتی ہوں گی جیسے راکٹ وغیرہ ،کوشش کرے گا کہ ملاءِ اعلیٰ کے بھید معلوم کرے، جیسا کہ فی زمانہ ایسی کوششیں ہو رہی ہیں۔مگر ہر طرف سے ان پر پتھراؤ ہو گا یعنی اجرامِ سماوی سے برسنے والے نہایت ہی خطرناک پتھروں کا نشانہ بنائے جائیں گے اور سوائے اس کے کہ قریب کے آسمان کے کچھ راز حاصل کرلیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔ یہ وہ تمام امور ہیں جن پر زمانہ اور زمانہ کی نئی ایجادات گواہ ہیں کہ بعینہٖ یہی کچھ ہو رہا ہے۔

اس سورت کے آغاز میں چونکہ جنگوں کا ذکر ہے جو مادی فتوحات کی خاطر قوموں کے درمیان لڑی جائیں گی اس لئے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کے اس قتال کا ذکر بھی فرمایا گیا جو خالصتہً للہ تھا اور جس میں دوسروں کا خون بہانے کے لئے تلوار نہیں اٹھائی گئی تھی بلکہ قربانیوں کی طرح صحابہ کی جماعت کو ذبح کیا جاتا تھا اور اس امر کا تعلق حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس قربانی سے تھا جو آپؑ نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی آمادگی کی صورت میں کی تھی۔مفسرین کا یہ خیال کہ کوئی مینڈھا جھاڑی میں پھنس گیا تھا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اس عظیم ذبح کے بدلہ چھوڑ دیا گیا نہایت ہی بودا خیال ہے جس کا نہ قرآن میں ذکر ہے نہ حدیث میں۔حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابل پر ایک مینڈھا کیسے عظیم تر ہوسکتا ہے؟ حضرت اسماعیلؑ کو اس لئے زندہ رکھا گیا تاکہ دنیا اُس ذبحِ عظیم کا نظارہ دیکھ لے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آیا۔

سورۃ الصافات کی نسبت سے جہاں اس سے پہلے بہت سے صف بند حملہ آوروں کا ذکر گزرا ہے ،اس سورت کے آخر پر قرآن کریم یہ بیان فرماتا ہے کہ اصل صف بند فوجیں تو ہماری ہیں۔اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صف بند فوجوں کا بھی ذکر فرما دیا گیا اور ان فرشتوں کا بھی جو آپؐ کی حمایت کے لئے صف بصف آسمان سے نازل کئے گئے۔جس کا آخری نتیجہ یہی تھا کہ بظاہر تو یہ کمزور، صف بند قتال کرنے والے جن کا دشمن ان سے بہت زیادہ طاقت رکھتا تھا مغلوب ہو جاتے مگر اللہ کی تقدیر غالب آئی اور اللہ اور اللہ والے ہی غالب آئے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 774-773)

کاشف احمد

بچوں کے دلوں کی فائن ٹیونگ کروائیں

موٹر سائیکل ایک لیٹر میں پینٹھ سے ستر کلومیٹر چلتی تھی۔ اچانک اس کی ایوریج خراب ہوگئی اور پینتالیس چھیالیس پہ آ گئی۔ دو تین مکینکس کو دکھانے کے باوجود معاملہ قابو میں نہ آیا۔

پھر ایک مکینک نے اپنی بے بسی کا اعتراف کرتے ہوئے ایک سنیئر موسٹ کی طرف ریفر کر دیا۔

چنانچہ بائیک وہاں لے جائی گئی۔ اس نے ساری بات سنی اور ''چھوٹے'' کو آواز دی۔

''چھوٹے'' سے چھوٹا پیچ کس منگوایا۔

کاربوریٹر سے ایک پیچ کھول کے ''چھوٹے'' کو کہا کہ اسے بف لگا کے لاؤ۔

وہ پانچ منٹ میں بف لگا کے لے آیا۔ مکینک نے پیچ اسی جگہ پہ لگا دیا اور کہا کہ جاؤ۔

ان شاءاللہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

پیسے بھی اس نے کچھ نہ لئے۔

چند دن بعد نوٹ کیا تو گاڑی پھر تقریباً ستر کلومیٹر پہ آ گئی تھی۔

میں شکریہ ادا کرنے کے لئے گیا تو پوچھا کیا فالٹ تھا؟

مکینک بولا

''کاربن آ گیا تھا''

صرف کاربن آ جانے سے اتنا اثر پڑا؟!

جی ہاں۔۔۔

دِلوں پر بھی کاربن آ جایا کرتا ہے۔

تب دِل کسی نیکی، بھلائی اور بہتری کی طرف مائل نہیں ہوتا۔

اس کی وجہ صرف ہمارا اپنا ذائقہ اور لطف غیر ترقی یافتہ رہ جانا ہوتا ہے۔ جیسے چھوٹے بچے بڑھتی عمر کے ساتھ دودھ چھوڑ کر نرم غذا لیتے ہیں اور پھر دلیہ یا سریلیک کھانے لگتے ہیں اور دھیرے دھیرے عمر کے ساتھ دیگر مختلف کھانوں کا ہم انہیں تجربہ کرواتے ہیں نئی نئی ڈشز ٹرائی کرتے ہیں۔

کیا آپ اپنی روزمرہ غذا میں سریلیک کھانا پسند کریں گے؟ وہی غذا جو بچے کھاتے ہیں؟ یا چھوٹی عمر کے بچے کو بریانی یا حلیم کھلا سکیں گے؟ اس کے لئے ذائقے اور لطف کو ترقی دینا اس کی فائن ٹیونگ کرتے رہنا ضروری ہوتا ہے، اعلیٰ لذات کی عادت ڈالنی پڑتی ہے۔ اس کے لئے چاہے کافی تردد کرنا پڑے بچوں کو دودھ چھڑوانا پڑتا۔ اردگرد کا ماحول انکو محفوظ رہنے اور تکلیف اور تردد سے دور رہنے کا اتنا زیادہ سبق پڑھاتا ہے کہ وہ شخصیت میں پختگی اور کردار میں مضبوطی کی تکلیف بھی نہیں اٹھاتے۔ سنجیدگی سے بھاگ کر کبھی مشکل اور فلسفیانہ محفلوں کو بورنگ سمجھ کر سوچتے رہتے ہیں کہ یہ بوڑھے لوگ اتنی فرسودہ چیزیں کیوں پسند کرتے ہیں؟، کلاسکی اور عارفانہ کلام اتنا کیوں پسند ہیں؟ اتنی بورنگ کتابیں پڑھتے ہیں۔ اچھائی اور نیکی، بہتری اور بھلائی کیوں چاہتے ہیں اور بورنگ محفلوں میں ان کا دل کیسے لگتا ہے؟ عبادت اتنا دل لگا کر کیسے کر لیتے ہیں؟ دراصل جب انسان اپنی فائن ٹیونگ کرواتا رہے، انہی بزرگان میں اٹھنا بیٹھنا جاری رکھ کر اور وقتاً فوقتاً ان کی بورنگ باتیں سنا کرے اور کچھ کتابیں پڑھ لیا کرے تو اس کے دل کا زنگ صاف ہوتا رہتا ہے۔ یہ عادتیں دل کے لئے زنگ کش، اینٹی رسٹ کا کام کرتی رہتی ہیں ورنہ زنگ آلود ہو کر دل بیمار ہو جاتا ہے اور پھر اسے ایک بیمار شخص کی طرح کبھی بھی اعلیٰ لذات کا ذائقہ اچھا نہیں لگتا یا پھیکا لگتا ہے جیسے بیماری میں انسان کے منہ کا ذائقہ تبدیل ہو جاتا ہے۔

شروع میں ہی اگر ساتھ ساتھ اس فائن ٹیوننگ کی عادت رہے تو ذائقہ، لطف اور شوق وقت کے ساتھ ساتھ ترقی پاجاتے ہیں بعد میں بہت مشکل ہو جاتی ہے کبھی کبھی بہت رگڑائی کرنی ہوتی ہے زنگ آلود دلوں کی صفائی کرنا بہت وقت لیتا ہے بس اگر زیادہ بیمار ہو کر ناکارہ نہ ہو چکے ہوں تو ....

ربا ربا مینہ برسا
بنجر دل تے پانی لا

ولادت باسعادت

مکرم عمران احمد ابن ناصر احمد صاحب شاگو سے تحریر کرتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے فضل فرماتے ہوئے، خاکسار کو 12 اکتوبر 2021ء کو بیٹا عطا کیا ہے۔ اس کا نام موسیٰ مودود احمد رکھا گیا ہے۔ اس نام میں ایک حکمت پوشیدہ ہے۔ حاجی محمد موسیٰ صاحب بچے کے پڑ دادا مکرم ناصر احمد کے دادا تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جیّد صحابہ میں سے تھے۔ اسی طرح مکرم مودود احمد بچے کے نانا تھے۔ اس طرح بچے کے نام سے خاندان کے بزرگوں کو یاد رکھا گیا ہے۔ دعا ہے کہ بچے میں بزرگوں کی اعلیٰ خصوصیات جمع ہو جائیں۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی، تندرستی اور درازی عمر سے نوازے۔ نیک خادم دین بنائے۔ والدین کا قرۃ العین بنائے۔ جماعت اور خلیفہ وقت کا معاون اور مددگار بنائے۔ آمین

(ادارہ کی طرف سے مبارکباد قبول کریں)

مضمون نگاروں سے ایک ضروری درخواست

مضمون نگاروں سے ایک ضروری درخواست کی جاچکی ہے کہ اپنے مضامین اور تحریروں کو اردو میں کمپوز کرتے وقت بلاوجہ اعراب نہ لگائیں جس سے ایک تو الفاظ کی ہیت اور شکل بدل جاتی ہے اور دوم ایک قاری کی آنکھوں کو بوجھل بھی محسوس ہوتا ہے جیسے

خُود، بِخُود، قُرآن، وجُود، باوجُود، حقُوق، دُنیا، ملفُوظات، تُمہارا، المُصلح، خُوبصورت، تُم، چُکا، نُمونہ، سُکون، اَیَّدہُ اللہ تعالیٰ اور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ وغیرہ

اور بعض دوست شدّ (ّ) کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں۔ جیسے حیثیّت، ثبوّت، وغیرہ

یہ الفاظ بغیر اعراب اور تشدید کے درست پڑھے جاتے ہیں۔ بلکہ آپ کے اعراب لگانے سے الفاظ نہ صرف ہیوی ہوجاتے ہیں بلکہ تشدید میں شدّ اصل لفظ سے سرک کر دوسرے پر چلی جاتی ہے جیسے ثبوّت۔

- قرآنی آیات کا حوالہ آیات کے ساتھ دیں نہ کہ ترجمہ کے ساتھ اور ترجمہ کے ساتھ Commas نہ لگایا کریں۔
- اور سن کے ساتھ ـــــ نہ لگائیں بلکہ 2021ء کے ساتھ (ء) ضرور لگائیں۔
- اور اپنا مضمون یا نظم آفیشل میل پر ہی بھجوائیں جو یہ ہے۔

info@alfazlonline.org

دوسری میلز استعمال نہ کریں۔ اخبار، روزنامہ ہونے کی وجہ سے ٹریفک پہلے ہی زیادہ ہے۔ امید ہے مضمون نگار ان امور کی طرف توجہ دیں گے۔

(ایڈیٹر)

ایڈیٹر کے نام خط

مکرم مولانا نور محمد نسیم سیفی کے مضمون پر تبصرہ

مکرم آصف بلوچ لندن سے لکھتے ہیں:

روزنامہ الفضل 26 نومبر 2021ء کی اشاعت میں محترم مجید احمد صاحب سیالکوٹی مبلغ سلسلہ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جو محترم مولانا نسیم سیفی صاحب کے بارہ میں تھا مضمون پڑھا۔ بہت ہی لطف آیا بہت ایمان افروز واقعات پڑھنے کو ملے۔

محترم مولانا کا نام محتاج تعارف نہیں نامور مبلغ، صحافی اور شاعر احمدیت کے طور پر انہیں جانا پہچانا جاتا ہے۔ آپ کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔

محترم مضمون نگار نے بہت سارے واقعات لکھے ہیں۔ اس مضمون میں انہوں نے سیرالیون کے وزیر مملکت اور سیرالیون مسلم کانگریس کے سربراہ آنریبل الحاج مصطفی سنوسی صاحب کو جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے حوالے سے دعوت نامہ کا ذکر کیا ہے۔ جو محترم مولانا نسیم سیفی صاحب اور محترم مجید صاحب نے ہیڈ آف دی اسٹیٹ کے دفتر میں جا کر دیا۔ جب میں نے مضمون میں، مصطفی سنوسی صاحب کا نام پڑھا تو اپنے ذہن پر زور دیا کہ اس سے قبل یہ نام میں نے کہاں پڑھا اور سنا ہے محترم مجید صاحب کے اس مضمون نے وہ سارا واقعہ جب میں نے اپنے ذہن پر زور ڈالا تو یاد کروا دیا۔ خاکسار اپنے اس نوٹ میں دو واقعات کا اختصار کے ساتھ ذکر کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ الفضل کے صفحات پر بھی ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں۔

دسمبر 1980ء کے جلسہ سالانہ میں وزیر موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعوت پر جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ 27 دسمبر 1980ء کے دوسرے سیشن میں جناب مصطفی سنوسی نے احباب جماعت سے خطاب بھی کیا۔

(بحوالہ الفضل 3 جنوری 1981ء)

اس موقع پر محترم عبدالمنان صاحب ناہید کی نظم محترم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب نے پڑھی۔ جس کا پہلا شعر تھا۔

فلک سے آئی صدا لا الہ الا اللہ
حریم دل نے سنا، لا الہ الا اللہ

وزیر موصوف بھی یہ نظم سن رہے تھے موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس اردو نظم کو عربی منظوم کلام میں ڈھالنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ جنوری 1981ء کے پہلے ہفتہ میں میرے چچا مکرم مبارک احمد ظفر صاحب مرحوم کی حضور سے ملاقات تھی۔ بوقت ملاقات حضور نے ارشاد فرمایا کہ اپنے ابا سے کہیں کہ عبدالمنان صاحب ناہید کی اردو نظم جو جلسہ سالانہ پر پڑھی گئی ہے۔ اس کا عربی منظوم تیار کریں۔ لہٰذا دادا جان حضرت مولانا ظفر محمد صاحب ظفر نے ناسازی طبع کے باوجود ارشاد کی تعمیل شروع کر دی۔ جنوری 1981ء میں ہی چچا جان کی طرف سے لکھے گئے دعائیہ خط پر اپنے دست مبارک سے حضور نے یہ نوٹ تحریر فرمایا
''دعا۔ اور میری نظم عربی ترجمہ''

اور یہ خط واپس بھجوا دیا حضور کا یہ خط میرے پاس اب بھی محفوظ ہے۔ جب مذکورہ عربی نظم مکمل ہوگئی۔ جس میں محترم دادا جان نے مزید اشعار بھی شامل کئے اور حضور کی خدمت میں پیش کی گئی تو حضور نے بڑی خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ عربی منظوم نے مفہوم کو مزید اُجاگر کیا ہے۔ مذکورہ عربی نظم کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے ایک خط میں پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

واضح رہے کہ یہ اردو نظم ''فلک سے آئی صدا لا الہ الا اللہ'' مکرم عبدالمنان صاحب ناہید نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب 1980ء میں مسجد بشارت سپین کا اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھا تھا۔ اس کی مناسبت سے لکھی تھی۔ جو جلسہ سالانہ نمبر 24 دسمبر 1980ء کے الفضل میں بھی شائع ہوئی۔ اس نظم کا عربی منظوم ''صوت السماء'' محترم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر نے تیار کیا۔

یہ عربی قصیدہ ماہنامہ ''التقویٰ'' مئی 1991ء میں صفحہ 29 پر بھی چھپ چکا ہے۔ جس پر محترم ایڈیٹر صاحب التقویٰ کا تفصیلی نوٹ بھی ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں:

''اس قصیدے کو محترم استاد مولوی ظفر محمد صاحب ظفر نے فصیح عربی زبان میں منظوم فرمایا یہ بے مثال اور منفرد اشعار ان کی تخلیق ہیں..................... کیا ہی اچھا ہو اگر کوئی خوش لحن جادوئی آواز رکھنے والے وہ ہمیں اس عربی قصیدہ کو کیسٹ میں ریکارڈ کر کے ازراہ کرم بھجوا دیں۔''

خاکسار نے 2013ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اس عربی قصیدہ کو ایم ٹی اے کے لئے ریکارڈ کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ تو پیارے حضور کی طرف سے مجھے ارشاد موصول ہوا کہ:

''ایم ٹی اے کو بتا دیں کہ اگر کوئی اچھی آواز میں ریکارڈ کرنے والا ہے تو ریکارڈ کروا دیں۔''

حضور کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے ایم ٹی اے ربوہ نے ایم ٹی اے لندن کو یہ عربی قصیدہ 2014ء میں ریکارڈ کر کے بھجوا دیا۔

دوسرا واقعہ۔ اسیران الفضل کی خدمت کے حوالے سے ہے۔ فروری 1994ء میں روزنامہ الفضل اور ماہنامہ انصار اللہ پر ایک مقدمہ بنا۔ اس مقدمہ میں محترم مولانا نور محمد نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر الفضل، محترم آغا سیف اللہ صاحب منیجر و پبلشر الفضل، محترم قاضی منیر احمد صاحب پرنٹر الفضل، محترم مرزا محمد الدین ناز صاحب ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ اور محترم چوہدری محمد ابراہیم صاحب پبلشر انصار اللہ تقریباً ایک ماہ تک اسیران راہ مولیٰ رہے۔ ان بزرگوں کی گرفتاری کے بعد ان کو چند روز ربوہ تھانہ کی حوالات میں رکھا گیا تھا۔ خاکسار کے والد محترم ناصر احمد ظفر صاحب ان دنوں سیکرٹری امور عامہ لوکل انجمن احمدیہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ ہماری رہائش چونکہ پولیس اسٹیشن کے بالکل قریب تھی۔ جب بھی جماعت کے معزز بزرگان پر یا دیگر احباب جماعت پر جھوٹے اور بے بنیاد مقدمات بنا کر ان کو تھانہ ربوہ لایا جاتا تو والد صاحب کو مقدمات کی پیروی

کے ساتھ ساتھ ان اسیران کی مہمان نوازی کی بھی سعادت ملتی رہتی تھی۔ اور اس خدمت کے لیے وہ مجھے بھی ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے۔ الحمد اللہ

ضمناً یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ قبل از خلافت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور دیگر اسیران جب ایک مقدمہ میں پولیس حراست میں تھے۔ اس وقت بھی والد محترم سبھی اسیران راہ مولیٰ کو غسل وغیرہ کی غرض سے گھر لے آئے اور ضرورت کی چیزیں بھی پولیس اسٹیشن بھجواتے رہے۔

1994ء کی سردیوں کے ایام تھے۔ والد محترم رات کو ہی صبح کی چائے اور ناشتے کا سامان بیکری سے لے آتے۔ اور صبح نماز فجر سے قبل بیدار ہو جاتے۔ اور مجھے بھی اپنی مدد کے لئے جگا دیتے اور خود ہی کچن میں جا کر چائے تیار کرتے دوسری طرف انڈے بوائل کرتے اور مختلف قسم کی چیزیں جو بیکری سے لا کر رکھی ہوتی تھیں۔ بڑی محبت کے ساتھ ٹرے میں سجا کر مجھے دیتے اور کہتے کہ بزرگان کو حوالات میں چائے دے کر آو۔ اور ہمیشہ دو ٹرے تیار کرتے ایک بزرگان کے لئے اور دوسری پولیس اسٹیشن میں موجود پولیس ملازمین کے لئے۔ جب میں شدید سردی میں پولیس اسٹیشن پہنچتا تو ابھی اندھیرا ہی ہوتا تھا۔ اور پھر خدمت کا یہ سلسلہ سارا دن جاری رہتا۔ محبت کا عجیب نظارہ میں نے دیکھا ایک طرف میزبان اپنی میزبانی کو اعزاز سمجھ رہے تھے۔ اور دوسری طرف یہ تمام بزرگان اپنے متبسم چہروں کے ساتھ اپنی اسیری کو انعام سمجھ رہے تھے۔ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود ان بزرگان کے چہروں پر کوئی پریشانی نہ تھی۔ ان بزرگوں میں سب سے زیادہ معمر محترم مولانا نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر الفضل تھے۔ حوالات میں بھی اپنے روایتی لباس یعنی اچکن اور پگڑی میں ملبوس ہوتے۔ بڑھاپے اور ضعف جسمانی کے باوجود ان کو خاکسار نے ہمیشہ ہشاش بشاش پایا۔۔

ایک دن صبح کی چائے کے بعد جب میں ناشتہ لیکر حوالات گیا تو دیکھا کہ تھوڑی دیر کے بعد والد محترم بھی پولیس اسٹیشن آ گئے ہیں۔ اور ان کے ہاتھ میں محترم دادا جان کا کلام ہے۔ اس کلام میں سے ایک نظم »حوالات کی رات« جو ان بزرگ اسیران کے جذبات کی عکاس تھی۔ پڑھنے کے لئے محترم مولانا نسیم سیفی صاحب کو دی۔ محترم مولانا نے محترم مرزا محمد الدین ناز صاحب سے کہا کہ آپ یہ نظم پڑھ کر سنائیں۔ محترم ناز صاحب نے یہ مکمل نظم تمام اسیران کی موجودگی میں حوالات میں کھڑے ہو کر بہت خوبصورت انداز میں پڑھی۔ میں نے اور والد محترم نے باہر کھڑے ہو کر سنی۔ میں اپنی اس تحریر کو نظم کے کچھ اشعار پر اور اس دعا کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ سب بزرگان کی خدمات کو قبول فرمائے اور اس کی جزا ان کی نسلوں کو بھی عطا فرمائے۔ آمین یا الرحم الراحمین۔

میرے ہمدم یہ مری تلخئ اوقات کی رات
بن گئی میرے لئے عین عنایات کی رات

اپنے مولائے حقیقی سے مناجات کی رات
اور پھر اس کی کریمانہ بشارات کی رات

محتسب پاتا اگر آج یہ برکات کی رات
ضبط کر لیتا ظفر تیری حوالات کی رات

احمد عدنان ہاشمی۔ نمائندہ الفضل آن لائن، کینیا

ریجن ممباسہ کینیا میں تربیتی کلاس کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ ممباسہ ریجن کو صدر خدام الاحمدیہ، کینیا کی اجازت اور تعاون سے 4 مجالس بنام کاجو واجے(Kajuwaje)، ممباسہ(Mombasa)، مریاکانی(Mariakani) اور نزوؤونی(Nzovuni) میں ماہ اکتوبر و نومبر، 2021ء کے مختلف دِنوں میں یومیہ تربیتی کلاسز کے انعقاد کی توفیق ملی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

ان کلاسز میں ریجنل قائد مکرم و محترم حسن کوئی صاحب، ممباسہ ریجن اور ریجنل مبلغ سلسلہ مکرم و محترم بشارت طاہر صاحب، ممباسہ ریجن کے علاوہ دیگر عاملہ کے ممبران نے بھی شرکت کی۔ ان کے علاوہ ۴ مجالس سے کل 96 خدام و اطفال نے شرکت کی توفیق پائی۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحسَنَ الجَزَاء

ان کلاسز کا دورانیہ صبح 10 بجے تا دوپہر 2 بجے تک تھا۔ کلاس کے لئے ایک پروگرام ترتیب دیا گیا اور مندرجہ ذیل موضوعات پہ حاضرین کے علم میں اضافہ کیا گیا:

تلاوتِ قرآن کریم، عہد اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، جماعتی و تنظیمی نظام، مالی نظامِ جماعت، قرآنِ کریم سیکھنے اور سکھانے کی اہمیت، نماز پنجگانہ کی اہمیت، جماعتی عقائد اور اختلافی مسائل۔

آخر پہ محافل سوال و جواب منعقد کی گئیں۔ خاص کر مجلس ممباسہ میں ان پروگرامز کے علاوہ ایک ایم ٹی اے ڈاکومنٹری بھی دکھائی گئی۔ اسکے بعد نماز باجماعت اور طعام کے ساتھ ان پروگرامز کا اختتام ہوا۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان پروگرامز کے دور رس نتائج نکالے احبابِ جماعت کے علم و عمل کی قوت کو بڑھائے نیز ان کا سلسلہ احمدیہ اور خلافتِ حقہ سے سچا اخلاص و وفا کا تعلق قائم رکھے۔ آمین ثم آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

جان تک دینے کا جو عہد کیا وہ اسی سچی دوستی کی ایک مثال ہے۔ دیگر بہت سے مواقع ہیں جو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غیر متزلزل محبت کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں۔ کسی بھی موقع پر یہ محبت بے محل نہ تھی، بلکہ ہر واقعہ اسی گرمجوش محبت کا آئینہ دار ہے۔‘‘

پھر لکھتا ہے کہ ’’اپنی طاقت کے عروج پر بھی آپ منصف اور معتدل رہے۔ آپ اپنے اُن دشمنوں سے نرمی میں ذرہ بھی کمی نہ کرتے جو آپ کے دعاوی کو بخوشی قبول کر لیتے۔ مکہ والوں کی طویل اور سرکش ایذا رسانیاں اس بات پر منتج ہونی چاہئے تھیں کہ فاتح مکّہ اپنے غیظ و غضب میں آگ اور خون کی ہولی کھیلتا۔ لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چند مجرموں کے علاوہ عام معافی کا اعلان کر دیا اور ماضی کی تمام تلخ یادوں کو یکسر بھلا دیا۔ ان کے تمام استہزائی، گستاخیوں اور ظلم وستم کے باوجود آپ نے اپنے سخت ترین مخالفین سے بھی احسان کا سلوک کیا۔ مدینہ میں عبد اللہ اور دیگر منحرف ساتھی (یعنی جو منافقین تھے) جو کہ سالہا سال سے آپ کے منصوبوں میں روکیں ڈالتے اور آپ کی حاکمیت میں مزاحم ہوتے رہے، ان سے درگزر کرنا بھی ایک روشن مثال ہے۔ اسی طرح وہ نرمی جو آپ نے اُن قبائل سے برتی جو آپ کے سامنے سرنگوں تھے۔ اور قبل ازیں جو فتوحات میں بھی شدید مخالف رہے تھے، ان سے بھی نرمی کا سلوک فرمایا۔‘‘

(ایضاً صفحہ 305 تا 307)

پھر یہی ولیم میور لکھتا ہے کہ: ’’یہ محمد کی سچائی کے لئے ایک تائیدی نشان تھا‘‘ (کئی جگہ پر مخالفت میں بھی، اور قرآن کے بارے میں بھی لکھتا ہے، لیکن یہاں لکھ رہا ہے) کہ ’’یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچائی کے لئے ایک تائیدی نشان تھا کہ جو بھی آپ پر اوّل اوّل ایمان لائے وہ اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ بلکہ آپ کے قریبی دوست اور گھر کے افراد بھی، جو کہ آپ کی ذاتی زندگی سے اچھی طرح واقف تھے آپ کے کردار میں وہ خامیاں نہ دیکھ سکے جو عام طور پر ایک منافق دھوکہ باز کے گھریلو تعلق اور باہر کے رویہ میں ہوتی ہیں۔‘‘

(ایضاً صفحہ 97-98)

(خطبہ جمعہ 5/ اکتوبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

بشاشت و ملاطفت

آجکل کے دور میں ہر شخص مصروف نظر آتا ہے۔ غم روزگار کے علاوہ ارد گرد بے شمار ایسے واقعات و حالات جنم لے رہے ہوتے ہیں جو لوگوں کی ذہنی اور جسمانی صحت کو متاثر کرتے ہیں جس کی وجہ سے عموماً طبیعت میں غصہ، جھنجلاہٹ اور بے چینی جنم لینے لگتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اپنی روزمرہ زندگی کا معمول بنا لیا جائے اور اس سے مدد مانگی جائے تو یہ نہ صرف اطمینان قلب کا باعث ہوگا بلکہ اس سے ایک حسین معاشرہ جنم لے گا۔

آج ضرورت ہے بشاشت اور ملاطفت کی، ایک دوسرے سے محبت اور نرمی کا سلوک کرنے کی کیونکہ نرمی کا سلوک اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے۔ نرمی کو پسند کرتا ہے، نرمی کا جتنا اجر دیتا ہے اتنا سختی گیری کا نہیں دیتا بلکہ کسی اور نیکی کا بھی اتنا اجر نہیں دیتا۔

(مسلم کتاب البرو الصلۃ باب فضل الرفق)

سعیدہ خانم۔ سسکاٹون، کینیڈا

آج کی دعا

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّ ہَیِّیٴۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا

(الکہف: 11)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر اور ہمارے معاملے میں ہمیں ہدایت عطا کر۔

یہ قرآن مجید کی رحمت و کامیابی کی دعا ہے۔

اس سے پہلی آیت میں اصحاب کہف اور تحریروں والوں کا ذکر ہے۔ پھر اس کے بعد انکے غاروں میں پناہ لینے کا ذکر بھی ہے۔ یہ عظیم الشان دعا انہی کی ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

طلوع وغروب آفتاب

16 دسمبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:29	17:41
مدینہ منورہ	05:35	17:36
قادیان	05:54	17:27
ربوہ	05:34	17:07
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:32	15:56